ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

www.tanzeem.org

32

مسلسل اشاعت کا
33واں سال

تنظیم اسلامی کا پیغام
خلافت راشدہ کا نظام

تنظیم اسلامی کا ترجمان

14 تا 20 صفر المظفر 1446ھ / 20 تا 26 اگست 2024ء

پاکستان کی اساس

''ہندوستان کی تقسیم دو قومی نظریے کی بنیاد پر عمل میں آئی تھی اور پاکستان مسلم قومیت کی اساس اور اسلام کے نام پر قائم ہوا تھا۔ چنانچہ مفکر و مصور پاکستان علامہ اقبال نے بھی اپنے خطبۂ الٰہ آباد میں برعظیم ہندو پاک کے شمال مغربی علاقے پر مشتمل ایک علیحدہ مملکت کے قیام کی تجویز مسلمانوں کے جداگانہ قومی تشخص کی بنیاد پر اور ہندو مسلم تنازعے کے مؤثر حل کے طور پر اور اس مقصد کے تحت پیش کی تھی کہ مسلمانانِ ہند کو ایک موقع میسر آجائے کہ وہ اسلام کے نظام عدل اجتماعی پر جو پردے دورِ ملوکیت میں پڑ گئے تھے انہیں ہٹا کر سیاسی، معاشی اور معاشرتی عدل و انصاف کے اس نظام کو دوبارہ قائم کر سکیں جو نبی اکرم ﷺ کی ''رحمت للعالمینی'' کا اصل مظہر ہے، تاکہ پوری نوع انسانی کے لیے ہدایت اور سلامتی کا ایک روشن مینار وجود میں آسکے --- اور اسی طرح بانی و معمار پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے بھی فرمایا تھا: ''ہمیں پاکستان اس لیے مطلوب ہے کہ عہد حاضر میں اسلام کے اُصولِ حریت و اُخوت و مساوات کا ایک عملی نمونہ دُنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔''

پاکستان میں نظام خلافت
ڈاکٹر اسرار احمدؒ

غزہ پر اسرائیل کی وحشیانہ بمباری کو 318 دن گزر چکے ہیں!
کل شہادتیں: 40500 سے زائد، جن میں بچے: 16500، عورتیں: 12400 (تقریباً)۔ زخمی: 92000 سے زائد

اس شمارے میں

نظریۂ پاکستان اور سیکولر عناصر
اسلامی یا سیکولر پاکستان......؟
ابلیس کی مجلس شوریٰ (4)
پاکستان کا مستقبل
اسماعیل ہنیہ کی شہادت اور مستقبل کا منظر نامہ
......ایک اور انقلاب

نزولِ ہدایت کا تسلسل اور اہلِ کتاب میں سے بعض کا قبولِ حق

الھدیٰ
ڈاکٹر اسرار احمدؒ
1097

سُورۃُ القَصص | بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ | آیات: 51 تا 53

وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَہُمُ الۡقَوۡلَ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۱﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِہٖ ہُمۡ بِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۲﴾
وَ اِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِہٖۤ اِنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا کُنَّا مِنۡ قَبۡلِہٖ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۵۳﴾

آیت:۵۱ ﴿وَلَقَدۡ وَصَّلۡنَا لَہُمُ الۡقَوۡلَ لَعَلَّہُمۡ یَتَذَکَّرُوۡنَ ﴿۵۱﴾﴾ ’’اور ہم نے لگا تار بھیجا اُن کے لیے اپنا کلام تا کہ یہ نصیحت اخذ کریں۔‘‘

لوگوں کو راہِ راست دکھانے کے لیے ہم مسلسل ہدایت بھیجتے رہے ہیں۔ چنانچہ تورات‘ زبور‘ انجیل اور قرآن اسی ’’سلسلۃ الذھب‘‘ (سنہری زنجیر) کی کڑیاں ہیں۔ یہاں پر وَصَّلۡنَا کا اشارہ اہل مکہ کے ’’سِحۡرٰنِ تَظٰہَرَا‘‘ کے الزام کی طرف بھی ہوسکتا ہے کہ جن کتابوں کو یہ لوگ جادو قرار دے کر ان میں باہمی گٹھ جوڑ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کے اندر واقعی وصل ہے‘ اس لیے کہ وہ ایک ہی سلسلۂ ہدایت کی کڑیاں ہیں۔

آیت:۵۲ ﴿اَلَّذِیۡنَ اٰتَیۡنٰہُمُ الۡکِتٰبَ مِنۡ قَبۡلِہٖ ہُمۡ بِہٖ یُؤۡمِنُوۡنَ ﴿۵۲﴾﴾ ’’جن لوگوں کو ہم نے اس سے پہلے کتاب دی تھی وہ اس (قرآن) پر ایمان رکھتے ہیں۔‘‘

یعنی اہل کتاب میں ایسے لوگ موجود ہیں جو دل سے مانتے ہیں کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

آیت:۵۳ ﴿وَاِذَا یُتۡلٰی عَلَیۡہِمۡ قَالُوۡۤا اٰمَنَّا بِہٖۤ﴾ ’’اور جب یہ (قرآن) انہیں پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے‘‘
﴿اِنَّہُ الۡحَقُّ مِنۡ رَّبِّنَاۤ اِنَّا کُنَّا مِنۡ قَبۡلِہٖ مُسۡلِمِیۡنَ ﴿۵۳﴾﴾ ’’یقیناً یہ ہمارے رب کی طرف سے حق ہے‘ ہم تو اس سے پہلے ہی مسلم تھے۔‘‘

یعنی اس سے پہلے بھی ہم انبیاء و رسل علیہم السلام اور آسمانی کتب کے ماننے والے تھے اور اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ کتاب لے کر آئے ہیں تو اس کو بھی ہم نے مان لیا ہے۔ لہٰذا ہمارے دین میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ ہم پہلے بھی مسلمان تھے اور اب بھی مسلمان ہیں۔ تورات اور انجیل کی پیشین گوئیوں کی بنا پر ہم پہلے ہی تسلیم کر چکے تھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

درس حدیث
ذکر کی اہمیت اور فضیلت

عَنۡ مُعَاذٍ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوۡلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اَخَذَ بِیَدِہٖ، وَقَالَ: ((یَا مُعَاذُ، وَاللّٰہِ اِنِّیۡ لَاُحِبُّکَ فَقَالَ: اُوۡصِیۡکَ یَا مُعَاذُ لَا تَدَعَنَّ فِیۡ دُبُرِ کُلِّ صَلٰوۃٍ تَقُوۡلُ: اَللّٰہُمَّ اَعِنِّیۡ عَلٰی ذِکۡرِکَ، وَشُکۡرِکَ، وَحُسۡنِ عِبَادَتِکَ)) (رواہ ابوداؤد)

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن میرا ہاتھ اپنے دست مبارک میں لے کر فرمایا: ’’اللہ کی قسم! اے معاذ مجھے تجھ سے محبت ہے! اور تم کو اسی جذبہ کے ساتھ ہدایت کرتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد یہ دعا پڑھنی ترک نہ کرنا۔ اللھم اعنی علی ذکرك و شکرك و حسن عبادتك، (اے اللہ تو اپنے ذکر، اپنے شکر، اور حسن و خوبی کے ساتھ اپنی عبادت ادا کرنے میں میری مدد فرما)‘‘۔

تشریح: اللہ کا ذکر بہت بڑی چیز ہے۔ قرآن مجید میں ہے، اللہ کا بہت ذکر کرو تا کہ تم پر رحم کیا جائے۔ ذکر کی ایک صورت دعا ہے، جو عبادت کا مغز بلکہ سراسر عبادت ہے۔ فرض نماز کے بعد دعا کو شرف قبولیت حاصل ہے۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذؓ کو دعا کے یہ الفاظ سکھائے جن میں اللہ تعالیٰ سے ذکر شکر اور حسن عبادت کی توفیق مانگی گئی ہے۔ اللہ کی توفیق کے بغیر کچھ نہیں ہوتا۔

ہفت روزہ
لاہور

ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیم اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

14 تا 20 صفر المظفر 1446ھ جلد 33
20 تا 26 اگست 2024ء شمارہ 32

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: خورشید انجم
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
"دارالاسلام" ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 78-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت: 36-کے، ماڈل ٹاؤن، لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
nk@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 20 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 800 روپے
بیرونِ پاکستان
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (21,000 روپے)
انڈیا، یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (16000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
"مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن" کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

"ادارہ" کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

ادار یہ
خورشید انجم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نظریۂ پاکستان اور سیکولر عناصر

تحریک پاکستان کی سمت واضح تھی، نظریہ واضح تھا اور قیام پاکستان کا مقصد بانیان پاکستان اور پاکستان کے لیے لاکھوں جانوں کی قربانیاں دینے والوں کے نزدیک بالکل واضح تھا اور وہ مقصد صرف 'آزادی' نہیں بلکہ 'اسلامی نظریہ' تھا۔ یہی نظریۂ پاکستان کے تصور اور اس کی تحریک کی بنیاد تھا لیکن سیکولر سوچ اور مغربی تہذیب کے غلبے کے خواہشمند لوگ جو مذہب اور ریاست کی علیحدگی کے اصول کے قائل ہیں، اس بنیاد کو کمزور اور پاکستان کے حقیقی ویژن کو غبار آلود کرنے کے لیے مسلسل پروپیگنڈا کرتے رہتے ہیں کہ قائداعظم تو سیکولر تھے اور سیکولر سٹیٹ چاہتے تھے اور یہ کہ نظریۂ پاکستان کی اسلامی تعبیر محض چند انتہا پسند ملاؤں کی اختراع ہے جو پاکستان کی ترقی و خوش حالی میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ چنانچہ سب سے پہلے ہم اس بات کا جائزہ لیں گے کہ پاکستان کی ترقی میں رکاوٹ کون ہے، اس کے بعد ہم دیکھیں گے کہ نظریۂ پاکستان، تصور پاکستان اور تحریک پاکستان کی بنیاد اسلام پر تھی یا سیکولرازم پر۔ جہاں تک پاکستان کی ترقی کا تعلق ہے تو 77 سال سے پاکستان کے نظامِ سیاست، نظامِ معیشت اور نظامِ معاشرت پر سیکولر اشرافیہ کا راج ہے جبکہ ہمارے پڑوسی ملک افغانستان میں ایک دینی طبقہ کی حکومت قائم ہوئے ابھی بمشکل تین سال ہوئے ہیں، وہاں آج لوگوں کو انصاف مل رہا ہے، وہاں لوگ بجلی، گیس کے بلوں اور مہنگائی کے عذاب کی وجہ سے خودکشیاں نہیں کر رہے، بھائی بھائی کا گلا نہیں کاٹ رہا۔ حالانکہ چالیس سال سے وہ ملک حالت جنگ میں تھا۔ اس لحاظ سے تو آج وہاں اس سے زیادہ انتشار، افراتفری، قتل و غارت گری، مہنگائی کا عذاب اور طرح طرح مصائب ہونے چاہئیں تھے، جو کہ آج پاکستان میں ہیں اور پاکستان میں جہاں 77 سال سے سیکولر اشرفیہ کا جادو ہر ادارے اور ہر شعبہ میں سر چڑھ کر بول رہا ہے، یہاں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہونی چاہئیں تھیں۔ لیکن وقت اور حالات بتا رہے ہیں کہ گنگا اُلٹی بہہ رہی ہے۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ دین یا دینی طبقہ ترقی، انصاف اور خوش حالی کے راستے میں رکاوٹ ہرگز نہیں ہیں اور نہ ہی سیکولرازم انسانیت کے لیے کوئی نجات دہندہ قسم کا نظام ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو آج غزہ میں بچوں کو ذبح نہ کیا جا رہا ہوتا، نہ امریکہ جیسی سیکولر سٹیٹ میں فلسطینیوں کی نسل کشی کے مرتکب اور عالمی عدالت انصاف سے اشتہاری مجرم قرار پانے والے نیتن یاہو کا والہانہ استقبال ہوتا، نہ برطانیہ اور دیگر یورپی ممالک میں اسلاموفوبیا کے مرض میں مبتلا ہو کر مذہبی تعصب میں مبتلا لوگ مسلمانوں کا خون بہا رہے ہوتے، نہ مسلم خواتین کے حجاب نوچے جا رہے ہوتے۔ معلوم ہوا کہ سیکولرازم کا پرچار کرنے والوں کے دعوے کھوکھلے ہیں۔

اب آیئے اس بات کی طرف کہ پاکستان کے نظریہ، تصور، تحریک اور قیام کی بنیاد کیا تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ دو قومی نظریہ 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد پہلی دو دہائیوں میں ہی وجود میں آ چکا تھا، جب اردو اور ہندی تنازعہ نے زور پکڑا تو سرسید احمد خان وہ پہلے مسلم رہنما تھے جنہوں نے محسوس کیا کہ مستقبل میں ہندو اور مسلمان اکٹھے نہیں رہ سکیں گے اور اسی وجہ سے جب کانگریس کا قیام عمل میں آیا تو سرسید احمد خان نے کانگریس کو ہندو اکثریت کی نمائندہ جماعت قرار دیتے ہوئے مسلمانوں کو اس میں شمولیت سے روکا تھا۔ پہلی جنگ عظیم کے آغاز تک کئی اہلِ علم و اہلِ بصیرت مسلم رہنماؤں کو شدت سے یہ خطرہ محسوس ہونے لگا تھا کہ ہندو انگریز کی پشت پناہی میں جس غاصب ہندوتوا کے نظریہ کو پروان چڑھا رہے ہیں، اس کا لازمی نتیجہ اور ہدف بالآخر ایک ایسا ہندوستان ہوگا جس میں اقلیتوں بالخصوص مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہ ہوگی اور نہ ہندوتوا کے نظریہ "اکھنڈ بھارت" کے علاوہ کسی اور نظریہ کو پنپنے کی اجازت ہوگی۔ اسی خطرے کا ادراک تھا جس نے 1915ء میں ہی چودھری رحمت علی کو الگ مسلم ریاست کا تصور پیش کرنے پر مجبور کر دیا تھا۔ انہوں نے لاہور میں بزمِ شبلی کے زیر اہتمام ایک جلسہ میں حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: "شمالی ہند آبادی کے لحاظ سے مسلم ہے اور ہم اسے مسلم ہی برقرار رکھیں گے، یہی نہیں بلکہ ہم اسے مسلم ریاست بنائیں گے لیکن ہم ایسا تبھی کر سکتے ہیں جبکہ ہم خود اور ہمارا شمالی ہند "ہندوستانی" نہ رہیں۔ کیونکہ یہ پہلی شرط ہے۔ ہم جس قدر جلد "ہندیت" اُتار پھینکیں گے اسی قدر یہ ہمارے لیے اور اسلام کے لیے بہتر ہوگا" (تحریک پاکستان، ص: 328) جنگ عظیم اوّل کے فوراً بعد بدنام زمانہ ہندو دہشت گرد تنظیم RSS کی بنیاد رکھی گئی اور خفیہ ٹریننگ سنٹرز میں انتہا پسند ہندوؤں کو اسلحہ کی تربیت بھی دی جانے لگی۔ RSS جیسی

انتہا پسند ہندو تنظیموں کا واحد خواب اکھنڈ بھارت تھا جس میں ان کے نزدیک مسلمانوں کے لیے کوئی جگہ نہ تھی۔ آج وہی انتہا پسند ہندو تنظیمیں بی جے پی کے پلیٹ فارم سے بھارت پر مسلط ہیں اور مسلمانوں کو بھارت سے ختم کر دینا چاہتی ہیں۔ علامہ اقبالؒ کا خطبہ الٰہ آباد بھی پاکستان کے اسی تصور کا عکاس ہے جس میں آپ نے فرمایا تھا: یہ ہمارے پاس موقع ہوگا کہ دورِ ملوکیت میں اسلام پر جو پردے پڑ چکے ہیں ان کو ہٹا کر اسلام کا اصل اور روشن چہرہ دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اقبال کی شاعری میں بھی جا بجا سیکولرازم کی نفی ہے اور اقبال سیاست، معیشت اور معاشرت کو دین سے جدا کرنے کے قائل نہ تھے۔ ؎

جدا ہو دیں سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

23 مارچ 1940ء کی قراردادِ پاکستان تحریک پاکستان کے اہم ترین سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس اجلاس میں قائداعظم سمیت دوسرے مسلم قائدین کی تقاریر بھی موجود ہیں جن میں دو قومی نظریہ کا بار بار ذکر ہے اور اسلام کی بنیاد پر مسلمانوں کو الگ قوم قرار دے کر اس کے لیے الگ وطن کا مطالبہ بھی دہرایا گیا۔ ایسا بھی ہرگز نہیں تھا کہ بانیانِ پاکستان کا موقف پہلے کچھ اور تھا اور بعد میں کچھ اور، بلکہ قیامِ پاکستان کے بعد بھی ان کا موقف وہی رہا۔ چنانچہ 13 جنوری 1948ء کو اسلامیہ کالج پشاور میں خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''اسلام ہماری زندگی اور ہمارے وجود کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ ہم نے پاکستان کا مطالبہ زمین کا ایک ٹکڑا حاصل کرنے کے لیے نہیں کیا تھا بلکہ ہم ایک ایسی تجربہ گاہ حاصل کرنا چاہتے تھے جہاں اسلام کے اصولوں کو آزما سکیں۔''

ثابت ہوا کہ دو قومی نظریہ، تصورِ پاکستان، تحریکِ پاکستان اور قیامِ پاکستان کی بنیاد اسلام تھا نہ کہ سیکولرازم یا کوئی اور نظریہ۔ یہاں اس ابہام کا بھی خاتمہ ہو جانا چاہیے کہ بانیانِ پاکستان کے نزدیک کس قسم کا اسلام پاکستان میں مطلوب تھا۔ سیکولرازم کی اصطلاح کے جتنے بھی معانی اور مفاہیم بیان کیے جاتے ہیں ان سب میں مشترک ایک ہی چیز ہے کہ مذہب کا اجتماعی نظام، یعنی نظامِ ریاست، نظامِ سیاست، نظامِ معیشت یا نظامِ معاشرت سے کوئی تعلق نہیں ہونا چاہیے جبکہ اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اور زندگی کے انفرادی اور اجتماعی تمام گوشوں کے لیے رہنمائی دیتا ہے۔ اجتماعی زندگی میں سیاست، معاشرت اور معیشت شامل ہیں۔ آیئے دیکھتے ہیں کہ بانیانِ پاکستان کے نزدیک پاکستان میں کونسا اسلام مطلوب تھا۔ چنانچہ 3 فروری 1938ء کو طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''اسلام کے معنی صرف مذہب نہیں ہیں۔ اسلام کا مطلب ہے ایک ضابطہ حیات جس کا دنیا میں اور کوئی ثانی موجود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل قانونی، عدالتی، معاشرتی اور معاشی نظام ہے۔ اس کے اساسی اور بنیادی اصول ہیں مساوات، اخوت اور آزادی۔''
اس سے ثابت ہوا کہ قائداعظم دینِ اسلام کو محض ایک پوجا پاٹ کا مذہب تصور نہ کرتے تھے بلکہ وہ اسے اجتماعی زندگی کا مکمل ضابطہ تصور کرتے تھے۔ اسی طرح قائداعظم کے نزدیک اسلام محض روحانی نظریہ نہیں بلکہ انفرادی و اجتماعی زندگی کے تمام شعبوں پر حاوی نظام ہے۔ چنانچہ 8 ستمبر 1945ء میں قائداعظم کے 'پیغامِ عید' کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو: ''اسلام محض روحانی عقائد اور نظریات یا رسم و رواج کی ادائیگی تک محدود نہیں ہے۔ یہ ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور پورے مسلم معاشرے پر محیط ہے۔ زندگی کے ہر شعبے پر من حیث المجموع اور انفرادی طور پر جاری و ساری ہے۔'' قیامِ پاکستان کے بعد 11 اکتوبر 1947ء کو حکومتِ پاکستان کے اعلیٰ افسروں سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے فرمایا: ''پاکستان کو معرضِ وجود میں لانا مقصود بالذات نہیں بلکہ مقصد کے حصول کے ذریعے کا درجہ رکھتا ہے۔ ہمارا نصب العین یہ تھا کہ ہم ایک ایسی مملکت تخلیق کریں جہاں ہم آزاد انسانوں کی طرح رہ سکیں جو ہماری تہذیب و تمدن کی روشنی میں پھلے پھولے اور جہاں معاشرتی انصاف کے اسلامی اصولوں کو پوری طرح پنپنے کا موقع مل سکے۔'' اسی طرح قائداعظم کی نظر میں مغرب کا معاشی نظام انسانیت کو خوش حال بنانے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ انہوں نے ملک کے معاشی نظام کو اسلامی بنیادوں پر استوار کرنے کے لیے سٹیٹ بنک میں ایک شعبۂ تحقیق قائم کیا۔ یکم جولائی 1948ء کو اس کی افتتاحی تقریب میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''مجھے اس بات سے بہت دلچسپی رہے گی کہ میں معلوم کرتا رہوں کہ یہ ریسرچ سیل بنکاری کے ایسے طریق کار کیوں کر وضع کرتا ہے جو سماجی و معاشی زندگی کے اسلامی نظریات کے مطابق ہوں۔ مغربی معاشی نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ مغربی نظام انسانوں کے درمیان عدل و انصاف کرنے اور بین الاقوامی میدان میں کش مکش اور چپقلش دُور کرنے میں ناکام رہا ہے۔ اگر ہم نے معیشت کا مغربی نظام اختیار کیا تو عوامی خوش حالی کی منزل ہمیں حاصل نہ ہو سکے گی۔ ہمیں دنیا کے سامنے ایسا معاشی نظام پیش کرنا ہے جو مساوات اور معاشرتی انصاف کے سچے اسلامی اصولوں اور تصورات پر قائم ہو۔ ایسا کر کے گویا ہم مسلمان کی حیثیت سے اپنا فرض انجام دیں گے۔'' گویا قائداعظم نے قیامِ پاکستان سے قبل اور بعد میں اسلام کی قوالی گائی ہے: اب رہی قائداعظم کی 11 اگست 1947ء کی تقریر، تو اس کا صرف ایک جملہ ایسا ہے کہ جسے سیکولر ذہن رکھنے والے دانشوروں نے سیکولرزم کی بنیاد قرار دے لیا ہے' اور جسٹس منیر نے تو اس ایک جملے پر پوری کتاب لکھ دی ہے۔ حالانکہ اس جملے کا بھی 95 فیصد حصہ اسلامی ہے' صرف 5 فیصد حصہ ایسا ہے جس کی مختلف تعبیرات کی گئی ہیں اور اس سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے کہ قائداعظم پاکستان کو ایک سیکولر سٹیٹ بنانا چاہتے تھے۔ اس خطاب میں انہوں نے کہا تھا: ''آپ آزاد ہیں' آپ کو اپنے معبدوں میں جانے کی اجازت ہے' پاکستان کی اس ریاست میں آپ کو اپنی مساجد یا کوئی بھی دوسری عبادت گاہوں میں جانے کی آزادی ہے''۔ اور یہ بالکل صحیح ہے کہ اسلامی ریاست میں بھی مذہبی آزادی سب کو ملتی ہے۔ اس تقریر میں قائداعظم نے یہ بھی فرمایا کہ ''مذہب ہر شخص کا انفرادی معاملہ ہے'' اس وقت پوری دنیا کا اصول یہی ہے۔ البتہ جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ مذہب نہیں ہے' بلکہ دین ہے اور پوری زندگی کا نظام دیتا ہے' اور یہ بات قائداعظم بھی اپنی تقاریر میں کہہ چکے ہیں۔ اگر قائد کے اس جملے کو ان کی بقیہ تقاریر کی روشنی میں سمجھا جاتا تو غلط فہمی کا امکان پیدا نہ ہوتا۔ لیکن سیکولر حلقے اس کی جو تعبیر کر رہے تھے قائداعظم نے خود اس کی نفی کر دی تھی۔ چنانچہ اس تقریر کے 5 ماہ بعد 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے قائداعظم نے دو ٹوک انداز میں فرمایا تھا:
''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابلِ عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابلِ عمل تھے۔ وہ یہ نہیں سمجھ سکے کہ لوگوں کا ایک گروہ جان بوجھ کر فتنہ اندازی سے یہ بات کیوں پھیلانا چاہتا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر مدوّن نہیں کیا جائے گا''۔ یعنی جو لوگ یہ کہہ رہے ہیں کہ پاکستان کا دستور شریعت کے مطابق نہیں بنے گا وہ فتنہ پرور اور شرارتی ہیں اور غلط پروپیگنڈا کر رہے ہیں۔ مذکورہ بالا فرمودات قائداعظم سے ثابت ہوا کہ سیکولرازم کے برعکس قائداعظم پاکستان کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی نظام میں اسلام کا نفاذ چاہتے تھے۔
کیا ان خیالات کے حامل شخص کو کسی طرح بھی سیکولر کہا جا سکتا ہے؟ اس کے علاوہ بھی قائداعظم اور علامہ اقبال کے سینکڑوں خطبات اور بیانات آن دی ریکارڈ ہیں جو سیکولر عناصر کے دعویٰ کی نفی کرتے ہیں۔ ہم نے یہاں بانیانِ پاکستان کے چند ایک اقوال اور تحریکِ پاکستان کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ نظریۂ پاکستان اور بانیانِ پاکستان کے ویژن کو غبار آلود کرنے والوں کی تسلی کے لیے درج بالا دلائل کافی ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو وہ دل، آنکھیں اور دماغ عطا فرمائے جو سچ کو دیکھ، سن اور پہچان سکے۔ آمین! ۞۞۞

اسلامی یا سیکولر پاکستان......؟

مسجد جامع القرآن قرآن اکیڈمی، کراچی میں امیر تنظیم اسلامی محترم شجاع الدین شیخ ﷾ کے 09 اگست 2024ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

خطبہ مسنونہ اور تلاوت آیات کے بعد

مملکت خداداد پاکستان کو معرض وجود میں آئے 14 اگست 2024ء کو 77 برس ہو گئے۔ آج ہمارے بعض طبقات جو کہ اپنے آپ کو سیکولر یا لبرل کہتے ہیں یا جن کا تعلق انگلش پریس سے ہے ان کی طرف سے ہر تھوڑے عرصے کے بعد پھلجھڑیاں چھوڑی جاتی ہیں کہ ہم ترقی نہیں کر پا رہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم اسلام کا نام لیتے ہیں، دنیا کے دیگر ممالک کو دیکھو، وہ سیکولر ہیں اور کس قدر خوشحال ہیں۔ ہمیں بھی پاکستان کو سیکولر اسٹیٹ بنانا چاہیے۔ قائداعظم بھی سیکولر تھے اور سیکولر سٹیٹ چاہتے تھے۔ یہ مولوی خواہ مخواہ ایسی باتیں کرتے ہیں، ان کی وجہ سے ترقی کا بیڑا غرق ہو گیا ہے۔ یہ وہ چند نکتے ہیں جو ہر تھوڑے عرصے بعد پیش کیے جاتے ہیں۔ بہت سارے حضرات نے ان کا جواب بھی دیا ہے۔ محترم ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے بھی کئی مرتبہ اس موضوع پر تفصیلی خطاب کیے اور امت پر واضح کیا کہ پاکستان بنا بھی اسلام کے نام پر تھا اور اس کا استحکام بھی اسلام کے نفاذ پر منحصر ہے۔ اس کی بقاء، سلامتی اور ترقی بھی اسلام کے نفاذ پر منحصر ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب استحکام پاکستان میں یہ بھی واضح کیا ہے کہ قائداعظم اور علامہ اقبال کا نظریہ کیا تھا۔ اس موضوع پر اس کتاب کا مطالعہ بہت مفید رہے گا۔ اسی حوالے سے آج ہمارا موضوع ہوگا: اسلامی یا سیکولر پاکستان؟

اس موضوع پر تحقیق کے لیے سب سے پہلے ہم انگریزی لفظ secularism کے معنی انگلش ڈکشنریوں سے ہی معلوم کریں گے، اس کے بعد ہم انگریزی لفظ religion کی تعریف بھی انگلش زبان میں معلوم کریں گے، پھر ہم قرآن کریم کی آیات کی روشنی میں دین کو سمجھنے کی کوشش کریں گے تا کہ religion اور دین میں فرق واضح ہو جائے اور اس کے ساتھ ہی یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ پاکستان کو سیکولر ہونا چاہیے یہ بذات خود اللہ کے دین سے بغاوت اور اللہ کے غضب کو دعوت دینے والی بات ہے۔ اس کے بعد ہم ان شاء اللہ قائداعظم اور علامہ اقبال کے نظریات بھی پیش کریں گے تا کہ واضح ہو جائے کہ وہ کیسا پاکستان چاہتے تھے۔ آیئے سب پہلے ہم لفظ secularism کے معنی انگلش کی مشہور کیمبرج آن لائن ڈکشنری میں دیکھتے ہیں، جہاں لکھا ہے:

" The belief that religion should not be involved with the ordinary social and political activities of a country."

’’اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ مذہب کو عام معاشرتی معاملات اور ملک کے سیاسی امور میں دخل اندازی کی کوئی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔‘‘

آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز آن لائن ڈکشنری میں سیکولرازم کی تعریف یہ ہے:

مرتب: ابوابراھیم

" The belief that religion should not be involved in the organization of society, education, etc."

’’معاشرے کی تعمیر اور تعلیم کے نظام وغیرہ میں مذہب کا کوئی دخل نہیں ہونا چاہیے۔‘‘

اسی طرح ہم میریم ویبسٹر آن لائن ڈکشنری میں سیکولرازم کی یہ تعریف پاتے ہیں:

" 1 ndifference to or rejection or exclusion of religion and religious considerations."

مراد یہ ہے کہ تعلیم کا نظام ہو، معاشی، معاشرتی یا سیاسی معاملات ہوں ان میں مذہب یا مذہبی تعلیمات کو کوئی اہمیت نہیں دینی چاہیے۔

اسی طرح کولنز آن لائن ڈکشنری میں سیکولرازم کے معنی:

"Secularism is a system of social organization and education where religion is not allowed to play a part in civil affairs."

’’سیکولرازم سماجی تنظیم اور تعلیم کا ایک ایسا نظام ہے جہاں مذہب کو شہری معاملات میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہے۔‘‘

اسی طرح چیمبرز آن لائن ڈکشنری میں دیکھیے:

" The view or belief that society's values and standards should not be influenced or controlled by religion or the Church."

’’یہ نظریہ یا عقیدہ کہ معاشرے کی اقدار اور معیارات کو مذہب یا چرچ کے زیر اثر یا کنٹرول میں نہیں ہونا چاہیے۔‘‘

سیکولرازم کی ان تمام تعریفوں کا نچوڑ اگر آپ نکالیں تو وہ یہ نکلتا ہے کہ religion کا کسی معاشرے یا ملک کے سیاسی، معاشی اور معاشرتی معاملات حتیٰ کہ تعلیمی نظام میں بھی کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ آیئے پہلے ہم دیکھتے ہیں کہ religion سے کیا مراد ہے؟ لہٰذا اسی ترتیب میں پہلے ہم کیمبرج آن لائن ڈکشنری میں دیکھتے ہیں:

" The belief in and worship of a god or gods, or any such system of belief and worship."

’’کسی ایک خدا یا بہت سارے خداؤں میں یقین رکھنا اور ان کی عبادت کرنا یا عقیدے اور عبادت کے ایسے ہی کسی نظام کو ماننا۔‘‘

آکسفورڈ ایڈوانس لرنرز آن لائن ڈکشنری:

" The belief in the existence of a god or gods, and the activities that are connected with the worship of them, or in the teachings of a spiritual leader."

’’ایک یا بہت سارے خداؤں کو ماننا اور ایسے اعمال کرنا جو ان کی عبادت سے منسلک ہوں یا کسی روحانی پیشوا کی تعلیمات پر عمل کرنا۔‘‘

اسی طرح میریم وبسٹر میں آپ religion کی تعریف دیکھیں:

" A personal set or institutionalized system of religious attitudes, beliefs, and practices."

''مذہبی رویوں، عقائد، اور اعمال کا ایک ذاتی سیٹ یا ادارہ جاتی نظام۔''

اسی طرح کولنز آن لائن ڈکشنری میں:

" Religion is belief in a god or gods and the activities that are connected with this belief, such as praying or worshipping in a building such as a church or temple."

''religion ایک خدا یا بہت سارے خداؤں کو ماننے اور ایسے اعمال سرانجام دینے کا نام ہے جو اس عقیدے سے منسلک ہوں جیسے کسی بلڈنگ (چرچ یا مندر) کے اندر عبادت کرنا۔''

چیمبرز آن لائن ڈکشنری میں لکھا ہے:

" 1 a belief in, or the worship of, a god or gods. 2 a particular system of belief or worship, such as Christianity or Judaism. 3 colloq anything to which one is totally devoted and which rules one's life. mountaineering is his religion. 4 the monastic way of life."

''(1) ایک یا بہت سارے خداؤں پر یقین رکھنا اور ان کی پرستش کرنا۔ (2) ایک خاص نظام جس میں اعتقاد اور عبادت کے تصورات موجود ہوں جیسے کہ میسحیت اور یہودیت۔ (3) جس چیز کی طرف انسان مکمل توجہ دینے والا ہو جائے اور جو انسان کی زندگی پر حکومت کرے یا اس پر اثرات ڈالے۔ (4) خانقاہی طرز زندگی۔''

انگلش کی معروف ڈکشنریوں کے مطابق Religion یہ ہے کہ اپنی نجی زندگی میں کسی ایک خدا یا بہت سارے خداؤں کو ماننا، کسی عمارت کے اندر ان کی عبادت کرنا یا ان کی خوشنودی کے لیے انفرادی سطح پر کچھ اعمال کرنا وغیرہ۔ یعنی سیکولرازم یہ ہے کہ آپ اپنی نجی زندگی میں بے شک جس کی عبادت کریں، انفرادی سطح پر جتنے چاہیں اعمال کریں لیکن اجتماعی سطح پر سیاست، معاشرت اور معیشت میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔

اب آیئے اسلام کی تعریف کو ہم قرآن وحدیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لفظ اسلام کے عربی میں معنی سلامتی ہیں اور اس کے لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں دین کا لفظ استعمال کیا ہے۔ سورہ آل عمران کی آیت 19 میں فرمایا:

﴿اِنَّ الدِّیۡنَ عِنۡدَ اللّٰہِ الۡاِسۡلَامُ ۟﴾ ''یقیناً دین تو اللہ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔''

اللہ کے ہاں اسلام کے سوا کوئی اور دین قابل قبول نہیں ہے۔ آگے فرمایا:

﴿وَمَنۡ یَّبۡتَغِ غَیۡرَ الۡاِسۡلَامِ دِیۡنًا فَلَنۡ یُّقۡبَلَ مِنۡہُ ۚ﴾ (آل عمران: 85) ''اور جو کوئی اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرنا چاہے گا تو وہ اس کی جانب سے قبول نہیں کیا جائے گا۔''

اسلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿یٰۤاَیُّہَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا ادۡخُلُوۡا فِی السِّلۡمِ کَآفَّۃً ۪﴾ (البقرہ: 208) ''اے اہل ایمان! اسلام میں داخل ہو جاؤ پورے کے پورے۔''

اب پورے کے پورے اسلام میں باطن بھی آئے گا، ظاہر بھی آئے گا، عقیدے بھی آئیں گے، انفرادی زندگی بھی آئے گی اور اجتماعی زندگی کے سارے معاملات بھی آئیں گے۔ اسلام مکمل نظام حیات ہے جو زندگی کے ہر گوشہ میں رہنمائی دیتا ہے۔ اللہ اعلان فرماتا ہے:

﴿اَلۡیَوۡمَ اَکۡمَلۡتُ لَکُمۡ دِیۡنَکُمۡ﴾ ''آج کے دن میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا ہے'' (المائدہ: 3)

اللہ تعالیٰ نے مکمل دین عطا فرمایا اور اپنے آخری پیغمبر ﷺ کے مشن میں اس مکمل دین کے نفاذ کو شامل کر دیا۔ یہ دین صرف پڑھنے پڑھانے یا کتابوں میں چھاپنے کے لیے نہیں آیا، یہ اپنا نفاذ اور غلبہ چاہتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں تین مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے مشن کو

پریس ریلیز 16 اگست 2024ء

پاکستان کے استحکام کے لیے ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ناگزیر ہے

شجاع الدین شیخ

پاکستان کے استحکام کے لیے ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ ناگزیر ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر شجاع الدین شیخ نے ایک بیان میں کہی۔ اُنھوں نے کہا کہ 1940ء میں قراردادِ لاہور منظور ہونے کے بعد سات سال کے قلیل عرصہ میں پاکستان کا قائم ہو جانا یقیناً ایک معجزہ تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس معجزہ کی پشت پر ''پاکستان کا مطلب کیا: لا الٰہ الا اللہ'' کا نعرہ تھا جس نے انگریز کی حاکمیت اور ہندو کی اکثریت کو شکستِ فاش سے دوچار کر دیا۔ اس معجزہ کا عملی ظہور اُس سال ستائیس رمضان المبارک کو ہوا جب 14 اگست 1947ء کو متحدہ ہندوستان سے الگ، پاکستان کے قیام کا اعلان ہوا۔ پھر اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا اور قیام پاکستان کے ڈیڑھ سال بعد 1949ء میں قراردادِ مقاصد منظور ہو گئی جس سے ریاست کی سمت بجا طور پر متعین ہو گئی۔ اس پر مستزاد یہ کہ پاکستان کے تمام مکاتب فکر کے 31 جید علماء نے 22 متفقہ نکات پر مشتمل متفقہ فارمولا پیش کیا کہ پاکستان کو جدید دور کی اسلامی فلاحی ریاست کیسے بنایا جا سکتا ہے اور نفاذ اسلام کے حوالے سے حجت قائم کر دی۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ اس کے بعد قوم اپنے اصل مقصد سے ہٹ گئی اور عملی طور پر متواتر حکومتوں نے سیکولرازم کو اپنا ہدف اور مقصود بنا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ دنیا میں بھی ذلیل ورسوا ہوئے اور اللہ رب العزت کی ناراضی بھی مول لے لی۔ 1971ء میں بھارت کے ہاتھوں ذلت آمیز شکست ہوئی اور ملک دو حصوں میں بٹ گیا۔ امیر تنظیم نے سوال اُٹھایا کہ اسلام سے دور ہٹ کر اور سیکولرازم کی راہ اختیار کر کے ذلت وخواری کے سوا ہم نے کیا حاصل کیا ہے؟ حقیقت یہ ہے کہ سیاسی عدم استحکام، امن وامان کی بدترین صورتحال، اقتصادی دیوالیہ پن، بدترین معاشرتی بگاڑ اور عالمی قوتوں کی محتاجی بلکہ غلامی ہمارا مقدر بن گئی ہے۔ آج صورتِ حال اس قدر مخدوش ہو چکی ہے کہ مملکتِ خداداد پاکستان مسلسل مصائب اور عذاب کے سائے میں ہے۔ اسی تناظر میں تنظیم اسلامی کے زیر اہتمام ''استحکامِ پاکستان بذریعہ نفاذِ اسلام'' کے عنوان سے ایک مہم جاری ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ ضرورت اس امر کی ہے کہ پوری قوم انفرادی اور اجتماعی سطح پر توبہ کرے۔ ہم اللہ تعالیٰ اور رسول ﷺ کی طرف رجوع کرنے کا عہد کریں اور پاکستان میں نفاذِ اسلام کے لیے تن من دھن لگا دیں۔ جس سے نہ صرف مملکتِ خداداد پاکستان کی بقا اور سلامتی یقینی ہو جائے گی بلکہ اُسے استحکام بھی نصیب ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ! (جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت، تنظیم اسلامی، پاکستان)

واضح کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:
﴿هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴾ ''وہی تو ہے جس نے بھیجا ہے اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تاکہ غالب کر دے اسے کل کے کل دین (نظام زندگی) پر خواہ یہ مشرکوں کو کتنا ہی ناگوار گزرے۔'' (توبہ:33، الفتح:28، الصف:9)

آپ ﷺ کی 23 برس کی جدوجہد اس عظیم مشن کی گواہ ہے کہ آپ ﷺ نے انفرادی زندگی سے لے کر اجتماعی زندگی کے تمام گوشوں پر اسلام کو نافذ کر کے دکھایا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اسلام انگریزی والا religion ہرگز نہیں ہے کہ صرف انفرادی گوشوں تک محدود رہے گا بلکہ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے۔ لفظ دین کے معنی اردو میں بدلہ بھی ہیں۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں ہے: (مالك يوم الدين)۔ اسی طرح دین کے معنی قانون بھی ہیں۔ جیسا کہ سورہ یوسف میں فرمایا:
﴿مَا كَانَ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ اِلَّآ اَنْ يَّشَاۗءَ اللّٰهُ ۭ﴾ (یوسف: 76) ''آپؑ کے لیے ممکن نہیں تھا کہ اپنے بھائی کو روکتے بادشاہ کے قانون کے مطابق سوائے اس کے کہ اللہ چاہے۔''

اسی طرح دین کا ترجمہ نظام بھی ہوتا ہے۔
﴿وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ﴾ (الانفال:39) ''اور (اے مسلمانو!) ان سے جنگ کرتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (کفر) باقی نہ رہے اور نظام کل کا کل اللہ ہی کا ہو جائے۔''

یہاں بدر کے حالات پر تبصرہ ہے اور جنگ بدر کا مقصد نہ خونریزی تھا، نہ مال غنیمت اور نہ کشور کشائی تھا۔ صرف ایک مقصد تھا کہ اللہ کا دین غالب ہو جائے۔ اسی طرح دین کا لفظ اطاعت کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:
﴿اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ ۭ﴾ (الزمر:3)
''آگاہ ہو جاؤ کہ اطاعت خالص اللہ ہی کا حق ہے۔''

یعنی بدلہ، قانون، نظام اور اطاعت۔ خوبصورت بات یہ ہے ان مفاہیم اور معانی میں ایک ربط بھی ہے۔ بدلہ ہمیشہ قانون کے مطابق دیا جاتا ہے۔ قانون کو نافذ کرنے کے لیے نظام چاہیے اور نظام وہی ہوتا ہے جس کی اطاعت کی جائے۔ مثال کے طور پر ایک طالب علم 40 فیصد نمبر لے گا تو امتحان میں پاس ہوگا۔ اس قانون کو نافذ کرنے کے لیے سکول کا ادارہ ہوگا اور باقاعدہ ایک نظام ہوگا اور طلبہ اس نظام کو باقاعدہ فالو کر رہے ہوں گے۔

اہم بات یہ ہے کہ ایک وقت میں ایک ہی نظام چل سکتا ہے۔ فرعون کا بھی ایک نظام تھا، مشرکین کا بھی نظام تھا اور ایک نظام اللہ کا ہے جس کو قائم کرنے کے لیے پیغمبر ﷺ کو بھیجا گیا۔ فرمایا:
﴿اِذَا جَاۗءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ①﴾ (النصر:1) ''جب آ جائے مدد اللہ کی اور فتح نصیب ہو۔''

پہلے مشرکین کا قانون اور نظام تھا جس کو لوگ فالو کر رہے تھے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اللہ کا دین قائم کر کے دکھایا اور لوگ اس کی اطاعت کرنے لگے تاکہ آخرت میں اچھا بدلہ مل سکے۔ لہٰذا بدلہ، قانون، نظام اور اطاعت باہم مربوط ہیں اور اس ربط کے لیے جامع اصطلاح نظام ہے۔
لہٰذا ثابت ہوا کہ اسلام انگریزی والا religion نہیں ہے بلکہ ایک مکمل نظام حیات ہے جو اپنا نفاذ چاہتا ہے

علامہ اقبال اور قائداعظم کا پاکستان

علامہ اقبال مرحوم نے جہاں مسلمانوں کے اندر جذبہ بیدار کیا، انہیں احساس زیاں دلایا وہاں مسلمانوں کو ان کے زوال کی وجہ بھی بتائی۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہو کر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہو کر

اقبال نے یہ بھی بتایا کہ اصل مسئلہ کیا ہے۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

ہم نے قرآن کو فراموش کیا، محمد مصطفیٰ ﷺ کی سنت کو اور دیے ہوئے نظام کو فراموش کیا تو ہم دنیا میں ذلیل و خوار ہو گئے۔ پھر مسلمانوں میں احساس زیاں پیدا کرنے کے لیے فرمایا۔

چاک کر دی ترک نادان نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

کچھ لوگ آستین کا سانپ بنے اور انہوں نے خلافت کا نظام منہدم کرنے میں کفار کا ساتھ دیا۔ اس نظام کو ازسرنو قائم کرنے کے لیے اقبال مسلمانوں کو یوں مخاطب کرتے ہیں۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

یہ مغرب سے درآمد شدہ نظام تو ہماری منزل نہیں ہے۔ ہمیں جو نظام قرآن نے دیا ہے اس کو دوبارہ قائم کرنا ہے۔ اس حوالے سے اقبال خود یہ خوشخبری سناتے ہیں

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی
پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغام سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی
شب گریزاں ہوگی آخر جلوہ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہ توحید سے

باطل قوتوں نے عیاری کے ساتھ خلافت کا نظام ختم کر کے سیکولر نظام قائم کر لیا ہے لیکن پھر ایک وقت آئے گا کہ نظام خلافت دوبارہ قائم ہوگا جہاں توحید کے تقاضوں پر اجتماعی سطح پر عمل ہوگا۔ پھر مغرب کے باطل نظام کو بے نقاب کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں۔

دیارِ مغرب کے رہنے والو خدا کی بستی دکاں نہیں ہے
کھرا جسے تم سمجھ رہے ہو، وہ اب زرِ کم عیار ہوگا
تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخِ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

بظاہر مغربی تہذیب اور نظام کی چمک دمک ہے لیکن حقیقت میں اس کی بنیادیں بہت ناپائیدار ہیں اور یہ اپنی خامیوں کی بدولت خود ہی زمین بوس ہو جائے گی۔ پھر علامہ اقبال نے خطبہ الٰہ آباد میں مسلمانانِ ہند کے لیے شمال مغربی ہندوستان میں ایک اسلامی مملکت کی تجویز پیش کرتے ہوئے کہا تھا کہ مسلمانوں کے لیے یہ موقع ہوگا کہ اسلام پر عرب ملوکیت کے دور میں جو پردے پڑ گئے تھے ان کو ہٹا کر اسلام کی اصل تعلیمات، قوانین اور ثقافت کو ان کی اصل روح کے ساتھ عصر حاضر سے ہم آہنگ کر سکیں۔ یہ کسی مذہب کا نہیں بلکہ اسلام کا جامع تصور اقبال پیش کر رہے تھے۔ پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مسلم لیگ کے کچھ رہنماؤں کے غلط طرز عمل کی وجہ سے قائداعظم مایوس ہو کر برطانیہ چلے گئے تھے۔ اقبال نے 28 مئی 1937ء کو خط لکھ کر ان کو واپس بلایا۔ خط کے متن کا ترجمہ پیش خدمت ہے: ''جتنا میں نے دنیا کے مسائل پر غور کیا اسلامی شریعت کے سوا کہیں ان کا حل موجود نہیں مگر شریعت اپنا نفاذ چاہتی ہے اور اس کا نفاذ تب ہی ممکن ہوگا جب ہمارے پاس ایک علیحدہ مسلم ریاست موجود ہوگی۔''

یہ ہے اقبال کا نظریۂ پاکستان۔ وہ کہتے ہیں۔

سروری زیبا فقط اُس ذاتِ بے ہمتا کو ہے
حکمراں ہے اک وہی، باقی بتانِ آزری

اقبال کے نظریات سے واضح ہے کہ وہ اسلام کو مکمل نظام حیات سمجھتے تھے اور پاکستان میں اس کا عملاً نفاذ چاہتے تھے۔ اسی بات کا حکم اللہ تعالیٰ قرآن میں تین بار دیتا ہے:
﴿اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ ۭ﴾ ''اختیارِ مطلق تو صرف اللہ ہی کا ہے۔'' (سورہ یوسف:40)

قائداعظم کے صرف ظاہری حلیے پر مت جایئے۔ 11 اگست 1947ء کی تقریر کا حلیہ بگاڑا گیا، جسٹس منیر نے بھی بددیانتی کی اور غلط مطلب نکالنے کی کوشش کی گئی۔

ظاہر ہے پاکستان میں ہندو بھی ہیں، سکھ بھی ہیں، دیگر اقلیتیں بھی ہیں ان کو اس تقریر میں ایک تسلی دی گئی تھی۔

لیکن 11 اگست سے پہلے کی تقریریں بھی موجود ہیں اور بعد کی تقریریں بھی موجود ہیں۔ 24 دسمبر 1938ء کو اپنے ایک خطاب میں قائداعظم نے فرمایا: ''مجھے اسلام کا جھنڈا لہرانے پر آپ لوگوں نے بہت عزت دی۔ یہ مسلم لیگ کا جھنڈا ہے، اس کا مطلب ہے کہ تمام مسلمان اس جھنڈے تلے جمع ہو جائیں۔ جب مسلمان اسلام کے جھنڈے تلے جمع ہو جائیں گے تو دنیا کی کوئی طاقت انہیں شکست نہیں دے سکے گی۔'' 22 سے 24 مارچ 1940ء کے مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں قائداعظم نے فرمایا تھا: ''اسلام کے خادم کی حیثیت سے آگے بڑھیے اور لوگوں کو اقتصادی وسماجی تعلیم اور سیاسی اعتبار سے منظم کیجیے، مجھے توقع ہے کہ اس طرح آپ ایک قوت بن جائیں گے جس کو پوری دنیا تسلیم کرے گی۔'' اگست 1941ء میں دکن میں عثمانیہ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: (ترجمہ) ''اسلامی حکومت میں اطاعت صرف خدا کے لیے ہے جس کی تعمیل کا عملی ذریعہ قرآن ہے۔ قرآن کے احکام ہی سیاست ومعاشرت میں ہماری آزادی اور پابندی کی حدود معین کرتے ہیں۔''

یعنی اسلام میں اطاعت صرف اللہ کے لیے ہے، اطاعت کا واحد طریقہ قرآن کے ذریعے ہے، اسلام پارلیمنٹ یا کسی ادارے کی اطاعت کی بات نہیں کرتا۔ اسلامی حکومت کا مطلب ہے قرآن کی حکمرانی اور تم ایک آزاد ریاست کے بغیر قرآن کی حکمرانی کیسے قائم کر سکتے ہو؟''

اسی طرح 4 اپریل 1943ء کو فرمایا: ''آپ نے مجھ سے پیغام کی درخواست کی ہے۔ ہمارے پاس قرآن مجید کی شکل میں عظیم ترین پیغام پہلے ہی موجود ہے جو ہمارے لیے ہدایت و مشعل راہ ہے۔'' مارچ 1944ء میں غیر مسلم اقلیتوں کو یقین دلایا کہ اگر پاکستان قائم ہو گیا تو ان کے ساتھ رواداری، انصاف اور فیاضی کا معاملہ ہوگا۔ اقلیتوں کو یہ حقوق قرآن مجید نے دیے ہیں۔ 25 جنوری 1948ء کو کراچی بار ایسوسی ایشن سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ''اسلامی اصول آج بھی ہماری زندگی کے لیے اسی طرح قابل عمل ہیں جس طرح تیرہ سو سال پہلے قابل عمل تھے۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ ایک مخصوص گروہ جان بوجھ کر کیوں فتنہ انگیزی پھیلا رہا ہے کہ پاکستان کا آئین شریعت کی بنیاد پر نہیں ہوگا۔'' اسی طرح 25 جنوری 1948ء کو سٹیٹ بینک پشاور برانچ کے افتتاح کے موقع پر فرمایا: ''مغرب کے سرمایہ دارانہ نظام نے انسانیت کے لیے لاینحل مسائل پیدا کر دیے ہیں۔ ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم اسلام کی تعلیمات پر مبنی عادلانہ نظام دنیا کے سامنے پیش کریں۔'' پھر اپنی وفات سے دو تین دن قبل اپنے ذاتی معالج ڈاکٹر ریاض علی شاہ سے فرمایا: ''سنو! جب مجھے یہ احساس ہوتا ہے کہ پاکستان بن گیا ہے تو میری روح کو کس قدر اطمینان ہوتا ہے۔ یہ کام مشکل تھا اور میں اکیلا کبھی نہیں کر سکتا تھا، میرا ایمان ہے کہ یہ رسول خدا ﷺ کا روحانی فیض ہے کہ پاکستان وجود میں آگیا اب پاکستانیوں کا فرض ہے کہ وہ اسے خلافت راشدہ کا نمونہ بنائیں۔''

آج جو لوگ کہتے ہیں کہ قائداعظم سیکولر تھے، ہمیں مولویوں والا اسلام نہیں چاہیے بلکہ قائداعظم والا اسلام چاہیے تو وہ ذرا درج بالا بیانات سے خود اندازہ لگائیں کہ قائداعظم کا اسلام کیا تھا؟ وہ تو قرآن کے نظام کی بات کرتے تھے، شریعت کے نفاذ کی بات کرتے تھے۔

ہمارے ایک ساتھی نے کہا کہ اس کے باوجود بھی اگر سیکولر طبقات یہ کہتے ہیں کہ قائداعظم سیکولر سٹیٹ چاہتے تھے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ قائداعظم کو دھوکے باز، جھوٹا اور بددیانت کہتے ہیں۔ پھر یہ کہ ہمارے باپ دادا نے جو قربانیاں دی ہیں، جو لاکھوں جانیں قربان کی ہیں، اپنے گھر بار، کاروبار چھوڑے ہیں۔ یہ ساری قربانیاں کیوں دی گئیں؟ اگر سیکولر ملک ہی بنانا تھا تو کیا انڈیا میں سیکولر ازم نہیں تھا؟ ہمارے آباء واجداد پر اتنا بڑا الزام لگاتے ہو؟

بھارت سیکولرازم کے نام پر بنا تھا، آج وہاں اقلیتوں کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے؟ امریکہ ایک سیکولر ریاست ہے لیکن وہاں فلسطینیوں کے قاتل نیتن یاہو کا کس طرح استقبال کیا گیا؟ آج کا سیکولر برطانیہ کیوں اسلاموفوبیا کا شکار ہو چکا ہے؟ کیا یہ حقائق ہماری آنکھیں کھولنے کے لیے کافی نہیں ہیں؟ یہ تمام سیکولر سٹیٹس جمہوریت، انسانی حقوق اور آزادی کی چیمپئن بنتی ہیں لیکن غزہ میں ہزاروں بچوں کو شہید کرنے میں پیش پیش ہیں۔ آج امریکہ، برطانیہ، بھارت کس طرح اسرائیل کے ساتھ کھڑے ہیں؟

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدے سے دیتا ہے آدمی کو نجات

ہمارے مسائل کا حل اسلامی پاکستان میں ہے، سیکولر پاکستان میں تباہی کے سوا کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی چیدہ چیدہ مصروفیات

(8 تا 14 اگست 2024ء)

جمعرات 8 اگست: مرکزی عاملہ کے اجلاس کی آن لائن صدارت کی۔

جمعہ 9 اگست: تقریر اور خطبۂ جمعہ مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، ڈیفینس کراچی میں ارشاد فرمایا اور جمعہ کی نماز پڑھائی۔ بعد نماز مغرب مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی یاسین آباد، کراچی میں ایک نکاح پڑھایا اور اس موقع پر خطاب بھی فرمایا۔ بعد نماز عشاء مسجد میں گزشتہ چار سال سے جاری دورۂ ترجمہ قرآن کی تکمیل کے موقع پر آخری چند سورتوں کا مختصر درس دیا اور انجمن خدام القرآن سندھ کراچی کی خدمات کا مختصر جائزہ نیز تنظیم کی دعوت بھی پیش کی۔

ہفتہ 10 اگست: سہ پہر 3:30 بجے بیرون پاکستان رفقاء سے آن لائن گفتگو کی۔ جس میں سوال وجواب کی نشست کا بھی اہتمام تھا۔

اتوار 11 اگست: معروف سوشل میڈیا فورم ''درس قرآن ڈاٹ کام'' کے تحت 14 اگست کی مناسبت سے ریکارڈنگ کرائی۔ نیو ناظم آباد، کراچی کے علاقہ کی وسیع اور عالی شان جامع مسجد میں بعد نماز مغرب ''استحکام پاکستان'' کے موضوع پر خطاب کیا۔

منگل 13 اگست: رات کو کراچی سے ملتان آمد ہوئی۔

بدھ 14 اگست: قرآن اکیڈمی، آفیسرز کالونی، ملتان میں صبح 9:00 بجے سے توسیعی مشاورت کے اجلاس کی صدارت کی۔ شام میں جھنگ جانا ہوا۔ انجمن خدام القرآن جھنگ کے زیر اہتمام ایک عمومی پروگرام میں ''پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ رات گئے لاہور واپسی ہوئی۔

معمول کی مصروفیات: نائب امیر صاحب سے مستقل رابطہ رہا اور معمول کے تنظیمی امور انجام دیئے۔ قرآنی نصاب کے انگریزی ترجمہ کے حوالے سے سرگرمیاں جاری رہیں۔ معمول کی دیگر سرگرمیاں انجام دیں۔ معمول کی کچھ ریکارڈنگ کروائیں۔

ابلیس کی مجلس شوریٰ

(گزشتہ سے پیوستہ)

ابلیس کہتا ہے کہ میں نے فرنگی کو ملوکیت کا نظام دیا کہ اس کے ذریعے تم ڈکٹیٹر بن جاؤ اور انسانوں کی گردنوں پر سوار ہو جاؤ۔

میں نے دکھلایا فرنگی کو ملوکیت کا خواب
میں نے توڑا مسجد و دیر و کلیسا کا فسوں

ابلیس کہتا ہے کہ میں نے انسانوں کے ذہنوں میں یہ بات بھی بٹھا دی کہ مذہب کو اپنے گھر اور مسجد، مندر اور گرجا تک محدود رکھو۔ اجتماعی نظام میں مذہب کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہیے۔ ابلیس کی اسی چال کا نتیجہ ہے کہ آج اچھے بھلے تعلیم یافتہ لوگ بھی یہ کہتے ہوئے پائے جاتے ہیں کہ مذہب نجی معاملہ ہے۔ ایک یورپی ملک میں ایک جج نے اپنے آفس میں عہد نامۂ قدیم (تورات) کے 10 کمانڈمنٹس لکھ کر لگا دیے۔ چیف جسٹس کا دورہ ہوا تو اس نے دیکھ کر کہا اس کو اپنے گھر میں لگاؤ، عدالت میں مذہب کا کوئی کام نہیں۔ یہ چیز ابلیس نے جدید دنیا کو پڑھائی کہ مسجد میں بیٹھ کر جتنا مرضی ہے اللہ اللہ کرو لیکن پارلیمنٹ میں اللہ کا نام لینے کی اجازت نہیں ہونی چاہیے۔ پھر آگے کہتا ہے ؎

میں نے ناداروں کو سکھلایا سبق تقدیر کا
میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں

یعنی جو نادار اور غریب لوگ ہیں، میں نے ان کو تقدیر کا سبق سکھلایا کہ بس تم جو کچھ بھی ہو اور جو کچھ بھی تم پر بیت رہی ہے یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ یعنی انسانوں کے اندر اپنے آپ کو بدلنے کا کبھی عزم اور ارادہ پیدا بھی ہو تو وہ یہ سوچ کر مطمئن ہو جائیں کہ یہ ہماری تقدیر میں لکھا ہے، ہم غلام ہیں اور ہمیں غلام ہی رہنا ہے۔ لہٰذا کچھ بھی محنت اور حرکت کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ بقول شاعر ؎

عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ

آج بھی آپ دیکھئے، بڑے بڑے کرپٹ اور وطن فروش سیاستدانوں کو بھی جا کر لوگ ووٹ ڈالتے ہیں اور اسی وجہ سے آج قوم بھگت رہی ہے۔

میں نے منعم کو دیا سرمایہ داری کا جنوں

ایک طرف غریب کو تقدیر پر قانع کر دیا اور دوسری طرف جس کے پاس تھوڑا بہت سرمایہ تھا تو اس کو مزید سرمایہ اکٹھا کرنے میں لگا دیا کہ اور دولت جمع کرو یہاں تک کہ سب لوگ تمہارے محتاج ہو جائیں۔ جیسے آج ہمارے ملک کی اشرافیہ نے عوام کو نچوڑ نچوڑ کر کنگال کر دیا ہے اور پوری قوم کو محتاج بنا دیا ہے۔ بہرحال ابلیس کہتا ہے کہ مادیت، ملوکیت، سرمایہ داری، لادینیت وغیرہ یہ سب چیزیں میری پروردہ ہیں اور میں نے ان کا انتظام کر رکھا ہے۔

کون کر سکتا ہے اس کی آتش سوزاں کو سرد
جس کے ہنگاموں میں ہو ابلیس کا سوز دروں

ابلیس کے اندر شدید انتقام کی آگ جل رہی ہے۔ اس نے کہا تھا:

''اُس نے کہا (پروردگار!) تو نے جو مجھے (آدم کی وجہ سے) گمراہ کیا ہے تو اَب میں لازماً ان کے لیے گھات میں بیٹھوں گا تیری سیدھی راہ پر۔ پھر میں ان پر حملہ کروں گا ان کے سامنے سے اور ان کے پیچھے سے' اور ان کے دائیں اور بائیں جانب سے' اور تو نہیں پائے گا ان کی اکثریت کو شکر کرنے والا۔'' (الاعراف:17،16)

یعنی میں اس کا پورا پورا انتظام کروں گا کہ تیرے بندے سیدھے راستے پر نہ چل سکیں۔ انہیں گمراہ کرنے کے لیے میں نے جو مادہ پرستی، ملوکیت، سیکولرازم اور لبرل ازم جیسے فتنے تیار کیے ہیں ان کا کون مقابلہ کر سکتا ہے۔ بالِ جبریل میں ابلیس اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کی ایک ملاقات کا احوال ہے۔ حضرت جبرائیلؑ ابلیس سے کہتے ہیں کہ تم جنت سے آئے ہو تو کیوں نہ تم کو واپس بلایا جائے۔ ابلیس کہتا ہے کہ مجھے وہاں جانے کی ضرورت نہیں بلکہ جب میں ادھر آیا تو اب میں خوش ہوں۔

آہ اے جبریل! تو واقف نہیں اس راز سے
کر گیا سرمست مجھ کو ٹوٹ کر میرا سبو
اب یہاں میری گزر ممکن نہیں، ممکن نہیں
کس قدر خاموش ہے یہ عالمِ بے کاخ و کُو

اب میں کیا کرتا ہوں؟

خضر بھی بے دست و پا، الیاس بھی بے دست و پا
میرے طوفاں یم بہ یم، دریا بہ دریا، جُو بہ جُو

یعنی بڑے بڑے پیغمبر میری وجہ سے تنگ ہیں۔ میری فتنہ انگیزیوں نے انسانوں کا راستہ روکا ہوا ہے۔ جہاں دیکھو میری وجہ سے ایک فتنہ انگیزی ہے، ایک طوفان برپا ہے۔ میں اگر باہر نہ آتا تو یہ معرکۂ حق و باطل کیسے جاری ہوتا۔ آگے جبرائیل علیہ السلام سے کہتا ہے:

دیکھتا ہے تو فقط ساحل سے رزمِ خیر و شر
کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، میں کہ تو؟

اے جبریلؑ! تیرا کام صرف تقدیس و تحمید اور طواف اور سجدے کرنا ہے۔ تو تو ساحل پر کھڑا ہے اور میں تو حق کے ساتھ مسلسل نبرد آزما ہوں۔ مجھے بھی تھپیڑے پڑ رہے ہیں اور میں بھی اہلِ حق کے لیے کانٹا بنا ہوا ہوں۔

میں کھٹکتا ہوں دلِ یزداں میں کانٹے کی طرح
تو فقط اللہ ہو، اللہ ہو، اللہ ہو

بہرحال آگے کہتا ہے:

جس کی شاخیں ہوں ہماری آبیاری سے بلند
کون کر سکتا ہے اس نخلِ کہن کو سرنگوں

یعنی جن فتنوں کو میں نے پالا پوسا ہے اور ان کو دنیا میں پھیلا دیا ہے اب ان فتنوں کو کون جڑ سے اُکھاڑ سکتا ہے۔

کارگاہِ شیشہ جو ناداں سمجھتا ہے اسے
توڑ کر دیکھے تو اس تہذیب کے جام و سبو

یعنی اگر کسی شخص میں اتنی جرأت اور دلیری ہے کہ وہ سمجھتا ہے کہ میں ابلیس کے پیدا کردہ فتنوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں تو وہ سامنے آئے اور اپنے جوہر آزما کر دیکھ لے۔

ابلیس نے اپنے کارندوں کو پوری دنیا میں اس مقصد کے لیے پھیلا دیا ہے کہ وہ حالات کی نبض دیکھیں اور معلوم کریں کہ ابلیس کا نظام کہاں کہاں خطرات سے دوچار ہے۔ ابلیس کی مجلس شوریٰ میں وہ ان سب کو رپورٹ دینے کے لیے بلاتا ہے اور اس کا ایک ایک مشیر آ کر رپورٹ پیش کرتا ہے کہ فلاں جگہ فلاں نظریہ سر اُٹھا رہا ہے جو ہمارے نظام کے لیے خطرہ بن سکتا ہے، فلاں جگہ فلاں شخص لوگوں کو جگا رہا ہے اور ہمارے نظام کے خلاف اُکسا رہا ہے۔ اسی طرح تمام مشیر اپنی اپنی رپورٹ پیش کرتے ہیں۔ اگلی قسط میں ان شاء اللہ ان مشیروں کی رپورٹس ملاحظہ فرمائیے گا۔ (جاری ہے)

❁❁❁

پاکستان کا مستقبل (1)

ڈاکٹر اسرار احمدؒ

بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے 28 نومبر 2008ء کو جامع القرآن‘ قرآن اکیڈمی ماڈل ٹاؤن لاہور میں ’’پاکستان کا مستقبل کے موضوع پر خطاب کیا تھا جس کو موقع اور حالات کی مناسبت سے قارئین کی خدمت میں پیش کیا جارہا ہے

اسلام اور مسلمانوں کا عروج وزوال

دورِ نبویؐ کے بعد اگرچہ اُمتِ مسلمہ پر تو عروج وزوال کے دو دور آئے‘ لیکن اسلام مسلسل زوال سے دوچار ہوتا رہا۔ پہلا عروج عربوں کی زیر قیادت آیا‘ پھر زوال آیا اور 1258ء میں بنو عباس کے آخری خلیفہ کو تاتاریوں نے ان کے محل سے کھینچ کر نکالا‘ ایک جانور کی کھال میں لپیٹا اور گھوڑوں کے سُموں سے کچل دیا۔ اس کے ساتھ ہی اُمت میں عربوں کی قیادت کا دور ختم ہو گیا۔ اس کے بعد کچھ عرصہ انتہائی زوال کی کیفیت رہی۔ پھر دوسرا عروج ترکوں کی زیر قیادت آیا۔ اب وہ خلافت راشدہ والی شان تو دوبارہ نہیں آئی‘ لیکن چار عظیم مملکتیں قائم ہوئیں----- ہندوستان میں ترکانِ تیموری‘ ایران میں ترکانِ صفوی‘ مشرق وسطیٰ میں ترکانِ سلجوقی‘ جبکہ ترکانِ عثمانی نے اتنی عظیم مملکت قائم کی جو تین براعظموں پر محیط تھی---- لیکن اسلام مسلسل زوال سے دوچار رہا۔ یہاں تک کہ وہ وقت آ گیا جس کا لرزا دینے والا نقشہ ایک حدیث میں کھینچا گیا ہے۔ حضرت علی ؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ((یُوْشِکُ اَنْ یَّاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ)) ’’اندیشہ ہے کہ لوگوں پر ایک زمانہ ایسا بھی آ جائے گا‘‘ ((لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اسْمُہٗ)) ’’کہ اسلام میں سے سوائے اس کے نام کے کچھ نہیں بچے گا‘‘ ((وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُہٗ)) ’’اور قرآن میں سے سوائے اس کے رسم الخط کے کچھ نہیں بچے گا‘‘۔ یعنی قرآن کی صرف تحریر بچ جائے گی‘ قرآن کا نظام دنیا میں کہیں نظر نہیں آئے گا۔ ((مَسَاجِدُھُمْ عَامِرَۃٌ وَھِیَ خَرَابٌ مِنَ الْھُدٰی)) ’’ان کی مسجدیں آباد تو بہت ہوں گی‘ لیکن ہدایت سے خالی ہوں گی‘‘ معاذ اللہ‘ ثم معاذ اللہ! اور چوتھی بات سخت ترین ہے: ((عُلَمَاؤُھُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ)) ’’ان کے علماء آسمان کی چھت کے نیچے کی بدترین مخلوق ہوں گے‘‘ ((مِنْ عِنْدِھِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَۃُ وَفِیْھِمْ تَعُوْدُ)) ’’انہی میں سے فتنے برآمد ہوں گے اور انہی میں لوٹ جائیں گے‘‘۔ یعنی فتنہ انگیزی اور فتنہ پروری کے سوا ان کے پاس کچھ نہیں ہوگا۔ (یہ حدیث مشکوٰۃ المصابیح‘ کتاب العلم میں امام بیہقیؒ کی شعب الایمان کے حوالے سے نقل ہوئی ہے۔) اس وقت یہ کیفیات لفظ بلفظ نہ سہی‘ ان کا ایک عکس تو بہرحال ہمارے ہاں موجود ہے۔

اس حوالے سے میں نے عرض کیا تھا کہ اب یہاں سے دوبارہ اسلام کا عروج ہونا ہے۔ یہ مسلمانوں کا تیسرا عروج ہوگا‘ جبکہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ ہوگی‘ لیکن اس میں بھی تدریج ہوگی‘ جس کا ذکر سورۃ الانشقاق کی آیات 16 تا 19 میں ہوا ہے۔ ان آیات کی روشنی میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس وقت دنیا میں اسلام بس شفق کی مانند رہ گیا ہے‘ جیسے سورج غروب ہو جائے تو افق پر ایک سرخی سی رہ جاتی ہے۔ اور نوعِ انسانی پر تین سو برس کی جو بڑی تاریک رات گزری ہے اس کی تفصیل بھی بیان کر چکا ہوں کہ اس رات نے اپنے اندر کیا کچھ سمیٹ لیا ہے۔ اس طویل رات کے دوران ایک طرف پورے عالمِ اسلام پر یورپی استعمار نے اپنے پنجے گاڑ دیے اور دوسری طرف اس رات کی سیاہی میں نوعِ انسانی پر دجالیت نے تین پردے تان دیے ---- سیاست کی سطح پر سیکولرزم‘ عوامی حاکمیت اور وطنی قومیت‘ معاشی میدان میں سود‘ جوا اور منشیات کی تجارت‘ جبکہ سماجی سطح پر فحاشی وعریانی کا فروغ اور شرم وحیا اور عصمت وعفت کی اقدار کا خاتمہ۔ اگرچہ اس معاملے میں ابھی دجالیت کو عالمِ اسلام پر پوری طرح غلبہ حاصل نہیں ہوا‘ لیکن اس کے لیے بہت تیزی سے جدوجہد ہو رہی ہے۔ لیکن یہ رات بہرحال ختم ہونی ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت تو خورشید کی مانند تھی‘ اب جو اسلام کا احیاء ہو گا وہ چاند کی مانند ہوگا‘ اور یہ چاند رفتہ رفتہ پورا ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے جو 23 برس میں عظیم انقلاب برپا کر دیا تھا یہ صرف حضور ﷺ کا ہی خاصہ تھا۔

پھر پچھلی مرتبہ میں نے واضح کیا تھا کہ اس وقت جو روئے ارضی کی سول سپریم پاور اور اس کو جو یہودی اور عیسائی صہیونی (Zionists) کنٹرول کر رہے ہیں عالمِ اسلام کے بارے میں ان کے عزائم کیا ہیں‘ اور خاص طور پر افغانستان اور پاکستان کے بارے میں ان کے کیا نقشے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ یہ تو ان کے عزائم ہیں‘ بالفعل ہوگا کیا‘ یہ اللہ کے علم میں ہے۔

اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے حوالے سے پاکستان کی خصوصی اہمیت

میرا آج کا موضوع خاص طور پر پاکستان کے مستقبل کے حوالے سے ہے۔ مستقبل کے بارے میں ہمارے سامنے دو چیزیں تو وہ ہیں جو بالکل یقینی ہیں۔ ایک تو قیامت یقیناً آنی ہے‘ یہ ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ یہ دنیا ہمیشہ رہنے والی نہیں ہے‘ یہ ختم ہوگی۔ اُس روز پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر ریت بن جائیں گے اور یہ پوری زمین کوٹ کوٹ کر پھیلا دی جائے گی۔ تمام نوعِ انسانی جو آدم سے لے کر آخری وقت تک پیدا ہوئی ہوگی‘ اسے بیک وقت زندہ کیا جائے گا۔ یہ سب کچھ تو یقیناً ہو کر رہنا ہے۔ قرآن مجید میں سب سے زیادہ جس چیز کا ذکر ہے وہ قیامت ہے۔ اس سے پہلے ایک اور یقینی بات ہے‘ جس کا ذکر احادیث میں تو صراحتہً ہے اور قرآن مجید میں بھی اشارتاً موجود ہے---- اور وہ یہ کہ قیامت سے قبل پوری دنیا میں اسلام کا غلبہ ہوگا۔ گویا یہ چاند چودھویں کے چاند کی مانند لازماً پورا ہو جائے گا۔ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے ہونے والی تجدیدی مساعی بالآخر اس مقام تک پہنچیں گی کہ پوری دنیا میں خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کا نظام قائم ہو گا۔ لیکن یہ کب اور کیسے ہوگا‘ اس کے بارے میں ہم یقین کے ساتھ کچھ نہیں کہہ سکتے‘ لیکن میرے خیال میں یہ وقت اب زیادہ دور نہیں ہے۔ احادیث کے اندر قربِ قیامت کی جو پیشین گوئیاں آئی ہیں اور دنیا میں آج کل یہودی اور عیسائی دانشوروں کے ہاں بھی جو Endtimes کی پیشین گوئیاں ہیں‘ ان کے اعتبار سے یہ یقین کے ساتھ کہا جا رہا ہے کہ اب ہم اس کرۂ ارضی پر حیاتِ انسانی کے آخری دور میں سانس لے رہے ہیں۔

جہاں تک غلبۂ اسلام اور خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کے قیام کا تعلق ہے‘ وہ ظاہر بات ہے کہ پہلے کسی ایک ملک میں ہوگا۔ اگر یہ کام بیک وقت پوری دنیا میں ہوسکتا تو رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک سے ہو جاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی مشیت کے مطابق اسے مستقبل کے لیے اٹھا رکھا۔ یہ اُس کی پلاننگ ہے کہ یہ کام کہاں سے شروع ہوگا۔ اب یہاں سے میری گفتگو کا تعلق پاکستان سے جڑ رہا ہے۔

پاکستان کے ساتھ ہمارا ایک تعلق تو یہ ہے کہ یہ ہمارا وطن ہے‘ لہٰذا ہمیں اس سے محبت ہے۔ ایک حدیث بھی بیان کی جاتی ہے کہ ((حُبُّ الْوَطَنِ مِنَ الْاِیْمَانِ)) (المقاصد الحسنۃ للسخاوی) ’’وطن کی محبت بھی ایمان میں شامل ہے‘‘۔ لیکن ہم وطن پرست نہیں ہیں‘ وطن پرستی شرک ہے: ع ’’صورت نہ پرستم من‘ بت خانہ شکستم من!‘‘ یہ ملک خاص طور پر وطنی قومیت کی نفی مطلق کے اوپر قائم ہوا۔ کانگریس کا موقف یہ تھا کہ ہندوستان میں رہنے والے سب ایک قوم ہیں‘ لہٰذا ان کا ایک ملک ہونا چاہیے۔ خود ہمارے مسلمانوں میں سے بڑے مؤثر طبقات تھے جو یہی رائے رکھتے تھے۔ جمعیت علماء ہند کا یہی موقف تھا۔ مولانا حسین احمد مدنی ؒ جیسی متدین شخصیت اور مولانا ابوالکلام آزاد جیسا نابغہ شخص اسی رائے کے حامل تھے۔ پنجاب میں مجلس احرار اسلام اور سرحد میں خدائی خدمت گار‘ یہ سب بڑی بڑی طاقتیں قیام پاکستان کے حق میں نہیں تھیں‘ لیکن اللہ تعالیٰ کے خصوصی فضل وکرم سے یہ ملک وجود میں آیا۔ قیامِ پاکستان کے مخالف حضرات اپنی جگہ نیک نیت تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ ہندوستان سے انگریز کو نکالنے کے لیے ہندو مسلم اتحاد ضروری ہے۔ جبکہ قیامِ پاکستان کے حامیوں کا خیال یہ تھا کہ اگر ہندوستان ایک وحدت کی حیثیت سے آزاد ہوگیا تو یہاں مسلمانوں کا اور اسلام کا مستقبل بہت تاریک ہوگا۔ ہندو مسلمان کو ملیچھ (ناپاک) سمجھتا تھا اور بھارت ورش کی پوتر زمین کو ان سے پاک کرنے کے لیے ان کا خاتمہ کرنے پر تلا ہوا تھا۔

اسلامیانِ ہند کی اکثریت ایک الگ خطۂ زمین اس لیے چاہتی تھی کہ یہاں اسلام کا نظام قائم ہو۔ ہمیں درحقیقت پاکستان سے زیادہ محبت اس اعتبار سے ہے کہ اس سرزمین سے یہ توقع وابستہ تھی کہ یہ احیاءِ اسلام کا نقطۂ آغاز بنے گی‘ یہاں سے نظامِ خلافت کا آغاز ہوگا۔ اپنا وطن ہونے کے اعتبار سے بھی اس سے محبت ہے کہ ہمارے گھر اسی سرزمین پر ہیں اور ہماری اولاد کا مستقبل اسی سرزمین سے وابستہ ہے‘ لیکن اصل محبت اس اعتبار سے ہے کہ ہمیں اُمید تھی کہ یہ اسلام کی نشاۃِ ثانیہ کا نقطۂ آغاز بنے گا۔ علامہ اقبال نے 1930ء میں پاکستان کے قیام کا خواب دیکھا تھا‘ اور ان کا دوسرا خواب یہ تھا کہ یہاں خلافتِ راشدہ کا ایسا نظام دوبارہ قائم ہوجائے جو پوری دنیا کے لیے ایک مینارۂ نور بن جائے۔ ان کا پہلا خواب تو 17 سال کے اندر اندر 1947ء میں پورا ہوگیا‘ جبکہ دوسرے خواب کی ابھی تک کوئی تعبیر نظر نہیں آ رہی‘ بلکہ مایوسی کا غلبہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ تحریک پاکستان کے دوران قائداعظم نے ہندوستان کے مشرق ومغرب اور شمال وجنوب میں جگہ جگہ تقاریر کیں کہ ہمیں پاکستان اس لیے چاہیے کہ ہم وہاں اسلام کے اصولِ حریت واخوت ومساوات کی بنیاد پر نظام قائم کرسکیں جو پوری دنیا کے لیے نمونہ بن جائے۔

اس کے علاوہ آنحضور ﷺ کی احادیث موجود ہیں جن میں اس خطۂ زمین کی طرف اشارہ نظر آتا ہے۔ احادیث کی رو سے حضرت مہدی کا ظہور عرب میں ہونا ہے اور وہ اصل میں مجدد کامل ہوں گے‘ اسلام کی جو درجہ بدرجہ تجدید ہورہی ہے وہ ان کی ذات پر مکمل ہوگی۔ لیکن ایک حدیث میں فرمایا گیا:

((یَخْرُجُ نَاسٌ مِنَ الْمَشْرِقِ فَیُوَطِّئُوْنَ لِلْمَھْدِیِّ یَعْنِیْ سُلْطَانَہٗ)) (سنن ابن ماجہ) ’’مشرق سے فوجیں نکلیں گی‘ جو مہدی کی سلطنت کو جما دیں گی‘‘۔

اس حدیث سے میں یہ سمجھا ہوں کہ چونکہ دولت کی زیادتی اور عیاشیوں کی وجہ سے عرب کھوکھلے ہو چکے ہیں‘ لہٰذا اگرچہ حضرت مہدی کا ظہور تو عرب میں ہوگا لیکن ان کی حکومت کو قائم کرنے کے لیے فوجیں کسی مشرقی ملک سے آئیں گی‘ اور پاکستان‘ افغانستان اور بھارت عرب کے مشرق میں واقع ہیں۔ علامہ اقبال نے جو ’’ہندوستانی بچوں کا قومی گیت‘‘ لکھا تھا‘ جو ’’بانگ درا‘‘ میں شامل ہے‘ اس میں یہ الفاظ بھی موجود ہیں کہ ؎

’’میر عربؐ کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے‘ میرا وطن وہی ہے!‘‘

یہ بات انہوں نے اس حدیث کی بنیاد پر کہی تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’مجھے ہند کی طرف سے ٹھنڈی ہوا آتی ہے‘‘۔ (ہمیں ابھی تک اس حدیث کا متن اور حوالہ نہیں مل سکا۔)

پھر یہ کہ اُمتِ مسلمہ کی گزشتہ چار سو سالہ تاریخ میں برعظیم پاک وہند کو ایک خصوصی مقام حاصل ہے۔ مجددین کا سلسلہ ایک ہزار برس تک عالم عرب میں جاری رہا۔ اس کے بعد چار سو سال سے یہ سلسلہ ہندوستان میں جاری ہے۔ جب خلافتِ عثمانیہ کے خلاف سازشیں ہو رہی تھیں‘ اُس وقت عالم اسلام میں کسی کے کان پر جوں تک نہیں رینگی‘ لیکن ہندوستان میں ’’تحریکِ خلافت‘‘ کے عنوان سے ایسی عظیم تحریک اٹھی کہ گاندھی کو اس میں شریک ہونا پڑا‘ حالانکہ گاندھی کا خلافت سے کیا سروکار تھا؟ لیکن اسے اندازہ تھا کہ مسلمانوں سے تعاون حاصل کرنے کے لیے ان کی اس تحریک میں شرکت ضروری ہے۔ پھر تمام دنیا میں آزادی کی جو تحریکیں اٹھیں وہ لوکل نیشنلزم پر مبنی تھیں۔ مصطفیٰ کمال پاشا ترک نیشنلزم کا علم بردار بن کر کھڑا ہوگیا۔ سلطنتِ عثمانیہ ختم ہوگئی‘ لیکن ترکی بہرحال بچ گیا‘ اور یورپ کے سینے پر مونگ دلنے والا شہر قسطنطنیہ اب بھی یورپ کے ساحل پر موجود ہے۔ احادیث میں آتا ہے کہ آخری زمانے میں جو ملاحم ہوں گے تو قسطنطنیہ مسلمانوں کے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ مصر کے جمال عبدالناصر نے بھی انگریز کو اٹھا کر بحیرۂ روم میں پھینکا تو عرب نیشنلزم کے نام پر‘ اسلام کے نام پر نہیں۔ عراق اور شام میں بھی عرب نیشنلزم کا نعرہ لگا اور اسی بنیاد پر بعث پارٹی کی حکومت رہی۔ انڈونیشیا اور ملائشیا میں ملائے نیشنلزم کی بنیاد پر آزادی کی تحریک چلی۔ عالم اسلام میں آزادی کی صرف ایک تحریک ’’تحریک پاکستان‘‘ اٹھی‘ جس کا نعرہ تھا: ’’پاکستان کا مطلب کیا؟ لا الٰہ الا اللہ!‘‘ (جاری ہے)

ضرورت رشتہ

☆ لاہور میں رہائش پذیر کشمیری بٹ فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 34 سال، تعلیم ایم فل کنیئرڈ کالج، قد "3-'5 کے لیے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ، برسرروزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0336-0033133

اشتہار دینے والے حضرات نوٹ کرلیں کہ ادارہ ہذا صرف اطلاعاتی رول ادا کرے گا اور رشتہ کے حوالے سے کسی قسم کی ذمہ داری قبول نہیں کرے گا۔

اسماعیل ہنیہ کی شہادت ایرانی حکومت، پاسداران انقلاب اور دیگر ایرانی سکیورٹی اداروں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے: رضاء الحق

حماس کے نئے سربراہ یحیٰی سنوار کو امریکہ سب سے بڑا دہشت گرد اور اسرائیل طوفان الاقصیٰ کا ماسٹر مائنڈ قرار دیتا ہے کیونکہ یحیٰی سنوار نے اسرائیل کی دُم پر پاؤں رکھا ہوا ہے: عبدالرحمان السدیس

جنگ پھیلی تو بھارت اسرائیل کا اور پاکستان ایران کا ساتھ دے گا اور یہ خطہ میدانِ جنگ بن جائے گا: پروفیسر یوسف عرفان

اسماعیل ہنیہ کی شہادت اور مستقبل کا منظر نامہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام "زمانہ گواہ ہے" میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: 31 جولائی 2024ء کو حماس کے سربراہ اسماعیل ہنیہ کو اس وقت شہید کر دیا گیا جب وہ نئے ایرانی صدر کی تقریب حلف برداری میں شرکت کے لیے تہران میں موجود تھے۔ اس سانحہ کی کیا تفصیلات ہیں؟

پرفیسر یوسف عرفان: یہ سانحہ اتنا بڑا ہے کہ نہ صرف خلیجی ممالک بلکہ پوری دنیا کے لیے بڑے گہرے اثرات کا حامل ہے۔ اسماعیل ہنیہ حماس کے وہ ترجمان تھے جو سب کو لے کر چلتے تھے۔ ان کی سیاسی بصیرت کہیے کہ وہ ایران کے نئے صدر کی تقریب حلف برداری میں شامل ہونے کے لیے بنفس نفیس خود گئے۔ سابق صدر کے سانحہ کی تعزیت کی مگر اس سے بڑا سانحہ یہ ہوا کہ وہ خود وہاں شہید کر دیے گئے۔ یہ ایک بہت بڑی شہادت ہے اور اس کے اثرات سب سے زیادہ خود اسرائیل پر پڑیں گے۔ کیونکہ القسام مجاہدین کا وہ گروپ ہے جو تنگ آمد بجنگ آمد پر آمادہ رہتا ہے۔ اسرائیلی اب تک القسام کے کسی جنگجو کو نہ تو شہید کر سکے ہیں، نہ ہی گرفتار کر سکے ہیں اور نہ ہی ان سے رابطہ کر سکے ہیں۔ حتیٰ کہ جب اسرائیلی فوجی قبضہ کرنے غزہ جاتے ہیں تو وہ یا تو مر جاتے ہیں یا پھر واپس بھاگ جاتے ہیں اور دوبارہ فوجی خدمات کے قابل نہیں رہتے۔ اگر اسرائیل نے القسام کا ایک بھی آدمی پکڑا ہوتا تو وہ شور مچا مچا کر دنیا کو دکھاتا۔ اسرائیل اور حماس کے درمیان جاری مذاکرات کے لیے رابطہ کا ذریعہ اسماعیل ہنیہ تھے۔ ان کی شہادت سے حالات مزید خراب ہو جائیں گے۔ اب یہ کہ ان کی شہادت کیسے ہوئی؟ اس حوالے سے مختلف خبریں ہیں۔ عالمی تحقیقی ذرائع کا کہنا ہے کہ دو ماہ قبل ہی بارود نصب کیا گیا تھا۔ اگر یہ درست ہے تو پھر ایرانی پاسداران انقلاب پر سوال اُٹھتا ہے اور یہ فساد بڑھنے کی علامت ہے۔ مگر یہ رپورٹ بھی ان لوگوں کی ہے جو اسرائیل کی حمایت کرتے ہیں۔ دوسری خبر یہ ہے کہ شارٹ رینج میزائل داغا گیا۔ پھر بھی سوال اُٹھتا ہے کہ شارٹ رینج میزائل تل ابیب سے تو نہیں آ سکتا۔ ایک چیز ضرور ہے کہ جب مہمان کو بلایا جاتا ہے تو پہلے گھر کی صفائی کی جاتی ہے۔ سکیورٹی کی ذمہ داری ایرانی انتظامیہ پر تھی۔ اب ایران کی طرف سے فیصلہ آیا کہ ہم اس کا

مرتب: محمد رفیق چودھری

انتقام لیں گے۔ مجرم جو کوئی بھی ہے ایران کے اندر موجود ہے۔ ریاستی انتظامیہ کم از کم ان کو تو سزا دے سکتی ہے۔ بہر حال یہ سانحہ جنگ کو عالمی سطح پر پھیلانے کا سبب بن سکتا ہے۔ اسماعیل ہنیہ پر اس قدر دباؤ ڈالا گیا کہ تقریباً ان کا پورا خاندان شہید کر دیا گیا لیکن انہوں نے کبھی نہیں کہا میرا بیٹا شہید ہو گیا، پوتا شہید ہو گیا یا بہو شہید ہو گئی۔ آخر کار خود بھی شہید کر دیے گئے مگر انہوں نے اللہ اور رسول ﷺ کی راہ نہیں چھوڑی۔ سیاسی دور اندیشی کا یہ عالم تھا وہ سب کو ساتھ لے کر چلنا چاہ رہے تھے۔ اسرائیل سمجھ رہا ہے کہ اسماعیل ہنیہ کی شہادت سے اُس کو فائدہ ہوگا حالانکہ خود اسرائیل کے لیے بھی مشکلات بڑھ جائیں گی۔ حماس نے تو اسماعیل ہنیہ کے بعد اپنا نمائندہ چن لیا ہے اور وہ جہاد جاری رکھیں گے۔ اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد تہران اور قطر میں ان کی نماز جنازہ میں مسلمانوں کے جذبات دیکھنے والے تھے اور ان کی شہادت نے عالم اسلام کو نیا جذبہ دیا ہے۔ اس سے پہلے بھی عوام کے پریشر کی وجہ سے امارات سے اسرائیلی سفارتکاروں کو نکال دیا گیا تھا۔ عوام میں اسرائیل کے خلاف نفرت تیزی سے بڑھ رہی ہے لیکن اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد اب حالات کنٹرول میں نہیں رہیں گے اور بات دو بدو جنگ کی طرف جائے گی۔

سوال: یہ جنگ پہلے ہی لبنان تک پھیل چکی ہے، اب ایرانیوں نے بھی سرخ جھنڈے لہرا دیے ہیں اور ایرانی حکومت نے بھی بدلہ لینے کا اعلان کر دیا ہے۔ یعنی اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد جنگ مزید پھیلنے کا خدشہ ہے۔ یہ بتائیے کہ اسماعیل ہنیہ کی شہادت ایرانی حکومت اور سکیورٹی اداروں کی ناکامی نہیں ہے کیونکہ وہ ایران کے سرکاری مہمان تھے؟

رضاء الحق: جب کسی ملک میں سرکاری مہمان آتا ہے تو اس کو وی وی آئی پی پروٹوکول دیا جاتا ہے اور سرکاری مہمان کے لیے سخت سکیورٹی بھی اس ملک کی ذمہ داری ہوتی ہے۔ خاص طور پر حماس کے سربراہ کو تو خصوصی سکیورٹی کی ضرورت تھی کیونکہ اسرائیلی وزیر اعظم کئی مرتبہ کہہ چکا تھا کہ حماس کی قیادت جس ملک میں بھی ہوگی وہاں اس کو ٹارگٹ کیا جائے گا۔ ان حالات میں پاسداران انقلاب، ایرانی پولیس اور انٹیلی جنس سمیت تمام ایرانی اداروں کو سکیورٹی کا خصوصی اہتمام کرنا چاہیے تھا۔ یقینی طور پر یہ ایرانی حکومت، پاسداران انقلاب اور دیگر ایرانی سکیورٹی اداروں کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ اب پاسداران انقلاب کے سربراہ نے بیان دیا ہے کہ ہم موقع کی مناسبت سے وقت اور جگہ کا تعین کر کے بدلہ لیں گے۔ اگر ہم اسرائیل کی تاریخ کا جائزہ لیں تو اس نے پہلے

بھی کئی لوگوں کو ٹارگٹ کر کے شہید کیا ہے۔ 1972ء میں اس نے غسان قنافی کو لبنان میں شہید کیا، اسی سال عبدالوحید زویتر ان کو شہید کیا۔ 1979ء میں علی حسن سلام کو بیروت میں شہید کیا گیا۔ 1986ء میں خالد نزال کو یونان میں شہید کیا۔ پھر شیخ احمد یاسین جو کہ حماس کے بانیوں میں سے ہیں اُن کو اور عبدالعزیز الرنتیسی کو غزہ میں شہید کیا گیا۔ جنوری 2024ء میں شیخ صالح اروری کو شہید کیا۔ عالمی رپورٹس کے مطابق ابھی تک اسرائیل نے ساڑھے 17 ہزار مسلم رہنماؤں کو ٹارگٹ کر کے شہید کیا ہے۔ اس کے لیے کہیں بارود کا استعمال کیا گیا، کہیں سنائپر، کہیں میزائل اور کہیں ڈرونز کا استعمال کیا گیا۔ اسماعیل ہنیہ کی شہادت سے اگرچہ نیتن یاہو کو تو فائدہ ہوگا کیونکہ جو مسلمانوں کو شہید کرتا ہے وہ اسرائیلیوں میں مقبول ہو جاتا ہے۔ امریکی کانگریس میں بھی نیتن یاہو کا والہانہ استقبال کیا گیا۔ اپنی تقریر کے دوران اس نے بار بار کہا کہ میں غزہ کے مسلمانوں کو ختم کردوں گا اور اس پر کانگریس کے ارکان، جمہوریت اور انسانی حقوق کے چیمپیئن بار بار کھڑے ہو کر تالیاں بجا رہے تھے۔ بہرحال جس طرح غزہ کے چالیس ہزار سے زائد مسلمان شہید ہو کر اللہ کے ہاں رُتبہ پا چکے ہیں، اسی طرح اسماعیل ہنیہ بھی اپنی جان کا نذرانہ پیش کر کے امتحان میں کامیاب ہو چکے ہیں۔ اب باقی امت مسلمہ کو دیکھنا ہے کہ وہ اس امتحان میں کہاں کھڑی ہے۔ ایرانی انتظامیہ کی سکیورٹی کے معاملے میں ناکامی اپنی جگہ ایک ایشو ہے۔

سوال: اسماعیل ہنیہ کی شہادت یقیناً پوری امت مسلمہ کے لیے ایک بہت بڑا نقصان اور صدمہ ہے۔ آپ اسماعیل ہنیہ کی زندگی اور صہیونوں کے خلاف ان کی جدوجہد کا خلاصہ ہمارے ساتھ شیئر کیجیے؟

عبدالرحمان السدیس: یہ ہماری سوچ ہے کہ ہم سمجھتے ہیں اگر ہم شہید ہو جائیں یا مرجائیں تو یہ ہمارا اختتام یا نقصان ہے جبکہ فلسطینی ایسا ہرگز نہیں سوچتے۔ ان کے قائدین کے لیے بھی اور کارکنان کے لیے بھی یہ شہادت بالکل ایسی ہی ہے جیسے باقی 39650 لوگ شہید ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک یہ شہادت اس کاز کے لیے ہے جس کے لیے فلسطینی 7 اکتوبر سے نہیں بلکہ 1948 سے قربانیاں دے رہے ہیں۔ اسماعیل ہنیہ نے اپنی پوری زندگی اس کاز کے لیے وقف کی۔ اسماعیل ہنیہ وہ شخص تھے جو شیخ احمد یاسین کی وہیل چیئر پکڑ کر انہیں پروگرامز اور دیگر جگہوں پر لایا کرتے تھے۔ شیخ احمد یاسین کے موقف کو بالکل واضح انداز سے جس انسان نے آگے پہنچایا اس کو ہم لوگ اسماعیل ہنیہ کے نام سے جانتے ہیں۔ حماس نے سیاست اور جہاد دونوں چیزوں کو بیلنس اپروچ کے مطابق چلایا ہوا ہے اور اس بیلنس اپروچ کے لیے آپ کے پاس تجربہ بھی ہونا چاہیے، دانشمندی بھی ہونی چاہیے، علم بھی ہونا چاہیے اور باقی بہت ساری صلاحیتیں ہونی چاہئیں۔ حماس کے سیاسی بیورو کے سربراہ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ان سے ملٹری ونگ علیحدہ ہے بلکہ وہ بھی انہی کے تحت کام کر رہے تھے اور اسماعیل ہنیہ نے متعدد مواقع پر مذاکرات اور اس طرح کے دوسرے معاملات کی قیادت کی ہے اور اس کے لیے وہ باقی قائدین سے باقاعدہ مشاورت کرتے تھے۔ گویا اسرائیل نے حماس کے رہنما کو نہیں مارا بلکہ سابق وزیراعظم فلسطین کو قتل کیا ہے۔ وہ مذاکرات میں بھی اپنا کردار ادا کرتے تھے۔ لہٰذا اسماعیل ہنیہ کو راستے سے ہٹانے کا مطلب یہ ہوا کہ اسرائیل جنگ کو ختم نہیں کرنا

حماس کی جدوجہد سے عالم اسلام میں جہاد کا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔ اگر جنگ جاری رہی تو عالم اسلام میں جانثاری کی مثالیں بڑھیں گی۔ ان شاء اللہ!

چاہتا۔ نتن یاہو نے کانگریس میں اپنی تقریر کے دوران واضح کہا ہے کہ وہ حماس سے اپنے قیدیوں کو واپس لیں گے اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اب یہ جنگ غزہ سے مسلمانوں کی ساری آبادی کو ختم کرنے کے بعد بند ہوگی۔ اسرائیل شروع سے ہی جنگ چاہتا تھا تاکہ فلسطین سے مسلمانوں کو ختم کر کے اور باقی عربوں کو بھی شکست دے کر گریٹر اسرائیل کے منصوبہ پر عمل درآمد کر سکے۔ فلسطینی مسلمانوں کو یہ معلوم ہے اسی لیے وہ شہادت کو نقصان نہیں سمجھتے۔

سوال: گزشتہ دس ماہ سے جاری اسرائیلی مظالم کی وجہ سے تقریباً 40 ہزار فلسطینی شہید ہو چکے ہیں اور اپنے قائدین خاص طور پر اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد فلسطینی مجاہدین کا جذبہ جہاد کتنا بلند ہے؟

عبدالرحمان السدیس: اللہ کے رسول ﷺ کی وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے کہا تھا کہ تم میں سے جو شخص محمد ﷺ کی عبادت کرتا تھا وہ جان لے کہ محمد ﷺ کا وصال ہوگیا ہے اور تم میں سے جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ جان لے اللہ تعالیٰ زندہ ہے۔ بالکل اس طرح فلسطینی مجاہدین سمجھتے ہیں کہ جہاد جاری رہے گا اور فلسطینی کاز زندہ رہے گا۔ خود اسماعیل ہنیہ نے شہادت سے چند روز قبل یہ کہا تھا کہ اگر میں شہید ہوگیا تو تحریک پھر بھی جاری رہے گی۔ انہوں نے اپنے بیٹوں اور پوتے پوتیوں کی شہادت پر بھی یہی کہا تھا کہ یہ بھی اسی طرح کے شہید ہیں جیسے باقی شہید ہیں۔ فلسطینی مجاہدین کے نزدیک مقصد سب سے اہم ہے۔ اگر ان کے حوصلے پست ہوتے تو وہ یحییٰ سنوار کی جگہ کسی ایسے رہنما کو اپنا قائد مقرر کرتے جس کے بارے میں وہ سوچتے کہ وہ مذاکرات کے ذریعے کوئی حل نکال دے گا۔ لیکن ان کے فیصلے سے ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اسرائیل کو شدت کے ساتھ جواب دینا چاہتے ہیں کیونکہ انہیں اندازہ ہے کہ اسرائیل کسی صورت جنگ سے باز نہیں آئے گا۔ چنانچہ فلسطینی مجاہدین کا فیصلہ بتاتا ہے کہ ان کا مورال اور عزم بہت بلند ہے۔

سوال: یحییٰ سنوار کو حماس کا نیا سربراہ منتخب کیا گیا۔ آپ کے خیال میں ان کی ترجیحات کیا ہوں گی آنے والے دنوں میں؟

عبدالرحمان السدیس: پہلی بات تو یہ ہے کہ ترجیحات وہی ہوں گی جو اسماعیل ہنیہ کی تھیں اور چیزیں اسی طرح ہی واضح طور پر چلتی رہیں گی۔ دونوں ہی بالکل عام فلسطینیوں کی طرح پناہ گزین کیمپوں میں پیدا ہوئے کیونکہ صہیونیوں نے 1882ء سے ہی فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے نکالنا شروع کر دیا تھا۔ پھر یہ کہ دونوں نے طالب علمی کے دور سے ہی سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینا شروع کیا اور پھر ان کی جدوجہد کا سفر طویل ہوتا گیا۔ یحییٰ سنوار پہلی دفعہ جب جیل گئے تو ان کی عمر بیس سال تھی۔ اس وقت وہ غزہ اسلامی یونیورسٹی کی طلبہ یونین کے صدر تھے۔ اس وقت سے لے کر 1988ء تک ان کو چار بار عمر قید کی سزا سنائی گئی جس کا کل دورانیہ چار سو چھبیس سال بنتا ہے۔ اسی قید کے دوران ان کو ایک دفعہ ایسا ٹارچر کیا گیا کہ ان کے دماغ میں خون جم گیا تھا اور ڈاکٹرز کو سات گھنٹے کا طویل آپریشن کرنا پڑا۔ پھر اسماعیل ہنیہ کی حکمت عملی اور مذاکرات کے نتیجے میں وہ رہا ہوئے۔ انہوں نے اس طرح کا ملٹری انٹیلی جنس سسٹم بنایا تھا کہ جتنے جاسوس تھے ان کو تنظیم سے باہر نکالا جا سکا اور کئی مسائل حل ہوئے۔ 2017ء میں غزہ سے جانے کے بعد اسماعیل ہنیہ سیاسی بیورو کے سربراہ بنے۔ ان کی کارکردگی کے باعث 2021ء میں انہیں دوبارہ منتخب کیا گیا۔ ایسا نہیں ہے کہ یحییٰ سنوار جنگی مزاج کے آدمی ہیں بلکہ وہ تخلیقی ذہن بھی رکھتے ہیں۔

حکمت عملی بنانے میں بھی ماہر ہیں، زیادہ سوچتے ہیں اور بہت کم بولتے ہیں۔یعنی عمل پر یقین رکھتے ہیں۔اسرائیل بڑے واضح انداز میں انہیں آپریشن طوفان الاقصیٰ کا سب سے بڑا قصور وار کہتا ہے۔ظاہر ہے کہ یحییٰ سنوار نے اسرائیل کی دکھتی رگ پر پاؤں رکھ دیا ہے۔اسی طرح امریکہ بھی انہیں سب سے بڑا دہشت گرد قرار دیتا ہے حالانکہ وہ فلسطین کی آزادی کے لیے لڑ رہے ہیں اور فلسطینی عوام انہیں اپنا ہیرو مانتے ہیں۔فلسطینی مسلمانوں کی تمام تنظیمیں اور گروہ ان پر اعتماد کرتے ہیں۔

سوال: ایران نے اعلان کر دیا ہے کہ وہ اسرائیل سے بدلہ لے گا۔اگر ایران اسرائیل پر حملہ کرتا ہے تو کیا یہ جنگ مشرق وسطیٰ میں پھیل نہیں جائے گی؟ جبکہ اسرائیل بھی یہی چاہتا ہے۔کیا ہم اسرائیل کے بچھائے ہوئے جال میں پھنس نہیں جائیں گے؟

پرفیسر یوسف عرفان: آپ کی بات بالکل بجا ہے مگر یہ حقیقت بھی واضح ہے کہ جنگ پھیل کر رہے گی۔ ایران کے اعلان کے بعد امریکہ نے بے تحاشہ اسلحہ اور پیسہ اسرائیل پہنچانا شروع کر دیا ہے۔دوسری طرف روس ایران میں اپنا اسلحہ اور پیسہ بھیج رہا ہے۔اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے کچھ عالمی طاقتیں ایران کو روکنے کے لیے بھی سرگرم ہو چکی ہیں تاکہ جنگ نہ پھیلے۔لہٰذا میرا خیال ہے کہ ایران کا جواب التواء کا شکار ہوگا اور موقع دیکھ کر انتقام لیا جائے گا۔ایران کے لیے یہ بہت بڑا امتحان ہے۔اگر وہ جواب نہیں دیتا تو اس کی وقعت اور عزت میں کمی واقع ہو گی اور اندرونی طور پر بھی پریشر بڑھے گا اور اگر جواب دیتا ہے تو خطے میں بڑی جنگ چھڑ سکتی ہے۔اب یہ ایران کی دور اندیشی کا امتحان ہے کہ وہ کس طرح اس صورتحال سے نکلتا ہے۔ایران اگر انتقام کی آگ کو ٹھنڈا کرنا بھی چاہے گا تو حالات اب ٹھنڈے نہیں ہوں گے۔عوام بے قابو ہوں گے، جنگ پھیلے گی اور پاکستان بھی اس کی لپیٹ میں آئے گا کیونکہ پاکستان ایران کا ساتھ دے گا اور بھارت پاکستان کے خلاف اقدام کرے گا۔صرف RSS کے پاس ایک کروڑ سے زائد دہشت گرد ہیں اور اس کا جو سوشل ونگ ہے جسے سنگھ پریوار کہا جاتا ہے اس میں سے بھی بہت بڑی تعداد میں عورتیں شامل ہیں۔وہ پاکستان میں بھی موجود ہیں۔پاکستان کے لیے دونوں طرف سے خطرات ہیں۔لہٰذا ہمارے حکمرانوں کو ایسی حکمت عملی اپنانی چاہیے کہ جنگ میں نقصان کم سے کم ہو۔

سوال: اسماعیل ہنیہ اپنی شہادت سے پہلے قطر میں حماس اور اسرائیل کے درمیان جاری مذاکرات کی سربراہی کر رہے تھے۔حماس کے نئے سربراہ یحییٰ سنوار بہرحال اتنے معتدل مزاج نہیں ہیں، کیا اب مذاکراتی عمل کو بریک نہیں لگ جائے گی؟

رضاء الحق: جہاں تک مذاکرات کا تعلق ہے تو اس حوالے سے دو معاملات قابل غور ہیں۔ایک یہ کہ اسرائیل کے بنیادی اہداف کیا ہیں۔اسرائیلی منصوبے کا آغاز وہاں سے ہوا تھا جب یہودیوں کو لا کر ارضِ فلسطین بسایا گیا تھا اور اس کے بعد سے اب تک وہ مسلسل امن کے دشمن بن کر اپنے عزائم کے مطابق آگے بڑھ رہے ہیں اور ان کا اصل ہدف گریٹر اسرائیل ہے، جیسا کہ ان کی سیاسی اور ملٹری قیادت کے بیانات سے بھی عیاں ہے۔اس لیے وہ

> **کمانڈر ابوعبیدہ کا نام سنتے ہی اسرائیلی فوجی خوف سے علاقے خالی کر دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ سامنے ہوتا ہے مگر ہمیں نظر نہیں آتا۔**

چاہتے ہیں کہ ایک بڑی جنگ ہو تاکہ وہ اپنے عزائم کی تکمیل کر سکیں۔احادیث میں بھی ایک بڑی جنگ کی خبریں موجود ہیں جسے الملحمۃ الکبریٰ یا الملحمۃ العظمیٰ کہا گیا ہے۔صیہونیوں کی ایک مذہبی پروفیسی بھی ہے اور اس کے مطابق وہ اپنے مسایاح کا انتظار کر رہے ہیں جس کو احادیث میں دجال کہا گیا ہے۔اس کے لیے وہ تھرڈ ٹمپل کی تعمیر چاہتے ہیں۔لہٰذا اپنے ان عزائم کی وجہ سے اسرائیل مذاکرات کا قائل نہیں ہے۔دوسری بات یہ کہ اکثر دو ریاستی حل کا نعرہ لگایا جاتا ہے جبکہ اسرائیل تو اپنے علاوہ کسی دوسری ریاست کے وجود کا قائل ہی نہیں ہے۔ چین نے فلسطین کے 14 گروپس کو مذاکرات کی ٹیبل پر بٹھایا اور مستقبل کے لیے ایک لائحہ عمل پر اتفاق ہوا لیکن اس کے فوراً بعد اسماعیل ہنیہ کی شہادت کا واقعہ پیش آگیا۔ جہاں تک مسلم حکمرانوں کا تعلق ہے تو واضح طور پر نظر آرہا ہے کہ وہ وہن کی بیماری کا شکار ہیں جس کا احادیث میں ذکر ہے۔پاکستان نے اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے حوالے سے پریس ریلیز جاری کی اور اس میں سے اسرائیل کا نام نکال دیا۔بہرحال یہ سارے حالات اس بات کے غماز ہیں کہ مذاکرات کامیاب نہیں ہوں گے اور بات جنگ کی طرف ہی جائے گی۔افغان طالبان کا معاملہ مختلف اس لیے تھا کہ انہوں نے امریکہ کو گھٹنے ٹیک دینے پر مجبور کر دیا تھا اس لیے ان کے امریکہ کے ساتھ مذاکرات کامیاب ہو گئے تھے۔امریکہ کی رگِ جاں بھی پنجہ یہود میں ہے۔دور فتن کے حوالے سے موجود احادیث سے یہی پتا چلتا ہے کہ ایک بڑی جنگ ہوگی اور اس کے بعد ہی اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا آغاز ہوگا۔ان شاءاللہ!

سوال: غزہ میں تقریباً چالیس ہزار شہادتیں ہو چکی ہیں اور ایک لاکھ سے زائد لوگ زخمی ہیں۔بیس لاکھ لوگ بے گھر ہو چکے ہیں۔عملی طور پر غزہ ایک کھنڈر کی صورت بن چکا ہے۔ان حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں کا خون جوش مارتا ہے اور جہاد کا جذبہ بیدار ہو رہا ہے۔ان حالات میں آپ مسلمانوں کو کیا رہنمائی دیں گے کہ وہ علماء، فقہا یا حکومت کی طرف سے جہاد کے اعلان کا انتظار کریں یا کوئی اور حل ہے؟

پرفیسر یوسف عرفان: جنگ اور جہاد مشک کی طرح ہیں، جتنا آپ مشک کو ہتھیلی پر رگڑیں گے اتنا ہی معطر ہوتا چلا جائے گا۔کمانڈر ابوعبیدہ کا نام سنتے ہی اسرائیلی فوجی اتنا خوف کھاتے ہیں کہ علاقے خالی کر دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ وہ سامنے ہوتا ہے مگر ہمیں نظر نہیں آتا۔یہ تائید الٰہی ہے۔ہمیں اللہ تعالیٰ کی حکمت کو بھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیے۔اگر جنگ بڑھتی ہے تو جہادیوں کے لیے میدان کھل جائے گا اور عرب عوام کو سنبھالنا بھی حکمرانوں کے لیے مشکل ہو جائے گا۔نیتن یاہو عارضی کامیابی کے لیے اسرائیل کے بڑے نقصان کا سبب بنا ہے۔اسرائیلی عوام نیتن یاہو کے خلاف ہیں کیونکہ جنگ سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو رہے جو وہ چاہتا تھا۔لبنان کے عوام نے بھی اسرائیل کی پیش قدمی روک رکھی ہے۔ اس سے پہلے بھی جب اسرائیل نے لبنان میں پیش قدمی کی کوشش کی تھی تو لبنانی عوام نے ایک انچ آگے نہیں بڑھنے دیا۔حماس کے حملے بھی بڑھ رہے ہیں۔اوپر سے اسرائیل اور امریکہ میں الیکشنز قریب ہیں۔اسرائیلیوں کو خوش کرنے کے لیے نیتن یاہو کی کوشش تھی کہ حماس مذاکرات کی ٹیبل پر ہار مان لے، جب حماس نے ہار نہیں مانی تو نیتن یاہو نے الیکشن میں کامیابی کے لیے جلد بازی میں اسماعیل ہنیہ کو شہید کر دیا۔حالانکہ نیتن یاہو کا یہی قدم اسرائیل کے لیے تباہی کا باعث بن جائے گا۔اگر وہ الیکشن میں جیت بھی گیا اور اس کے بعد بھی مسلمانوں کا قتل عام جاری رکھا تو اس سے اسرائیل کے خلاف نفرت اور غصہ

دنیا بھر میں بڑھتا ہی چلا جائے گا۔ اسرائیل اور اس کے حمایتی مسلم حکمران مشکل میں پھنستے چلے جائیں گے۔ حماس کا مورال بھی بلند ہے، اسرائیل ان کی سرنگیں تلاش نہیں کر سکا۔ کمانڈر ابو عبیدہ دھڑلے سے آتے ہیں پریس کانفرنس کرتے ہیں اور چلے جاتے ہیں۔ اسرائیل ان کو گرفتار کر سکا اور نہ کسی مجاہد کو شہید کر سکا۔ نیتن یاہو کب تک اسرائیل کی اس بے بسی کو چھپائے گا۔ کتنوں کو شہید کرے، جتنے لوگ شہید ہوں گے اتنا ہی عالم اسلام میں جذبہ بڑھے گا۔ آپ دیکھ لیں اسماعیل ہنیہ کی شہادت کے بعد پورے عالم اسلام میں غائبانہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ یہ جذبات ہیں اور اگر جنگ جاری رہی تو عالم اسلام میں جانثاری کی مثالیں بڑھیں گی۔ ان شاء اللہ!

سوال: اسرائیل کی درندگی پچھلے دس ماہ سے جاری ہے ،وہ لبنان کے ساتھ بھی جنگ چھیڑ چکا ہے، ایران کو بھی جنگ میں گھسیٹ رہا ہے۔ بظاہر نظر یہی آ رہا ہے کہ وہ گریٹر اسرائیل کے منصوبے کی تکمیل کے لیے پورے عالم عرب کو جنگ میں جھونک دینا چاہتا ہے۔ ان حالات میں مسجد اقصیٰ کی حفاظت، فلسطین کی آزادی اور اسرائیلی مظالم سے نجات کے لیے مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیے؟ بالخصوص پاکستانی حکومت کے لیے آپ کیا رہنمائی دیں گے؟

رضاء الحق: پہلی بات تو یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک مشترکہ لائحہ عمل بنائے۔ خلافت کے خاتمے کو سو سال گزر چکے ہیں اس کے بعد سے اب تک پوری دنیا میں مسلمان مار کھا رہے ہیں۔ پوری دنیا میں مسلمان سیاسی، معاشی اور معاشرتی سطح پر مغلوب ہو چکے ہیں۔ یہاں تک کہ 57 مسلم ممالک کو یہ جرأت نہیں ہوئی کہ وہ اسرائیل کے خلاف عالمی عدالت انصاف میں جا سکیں۔ وہاں بھی کیس جنوبی افریقہ نے جا کر لڑا ہے۔ احتجاج کرنا اور مذمتی بیانات دینا عوام کا کام ہے جبکہ حکومتوں کو اس سے آگے بڑھ کر اقدامات کرنے چاہئیں کیونکہ ان کے پاس طاقت ہے، اختیار ہے۔ اب ترکی نے اعلان کیا ہے کہ وہ اس کیس میں جنوبی افریقہ کا مالی طور پر پارٹنر بنے گا۔ پاکستان کیوں اس کیس میں حصہ نہیں لے سکتا۔ اس لیے کہ پاکستان معاشی غلام بن چکا ہے۔ اسی طرح اگر تمام مسلم ممالک اسرائیلی مصنوعات کا بائیکاٹ کریں اور تجارتی معاہدات ختم کر دیں تو اسرائیل گھٹنے ٹیک دے گا لیکن مسلم حکمرانوں کو اس کی بھی جرات نہیں ہو رہی۔ اس کے بعد جتنا بھی اسلحہ بارود اسرائیل کو جا رہا ہے وہ مسلم ممالک سے گزر کر ہی جا رہا ہے۔ وہ اس کو روک سکتے ہیں مگر روک نہیں رہے ہیں۔ پھر یہ کہ OIC کے چارٹر میں لکھا ہوا ہے کہ فلسطینیوں کی اخلاقی، مالی اور عسکری مدد کرنا ہر مسلم ملک پر لازم ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے ضرورت اس امر کی ہے کہ مسلم ممالک اپنے آپ کو سیاسی، معاشی اور معاشرتی طور غیروں سے آزاد کریں اور آپس میں اتحاد کریں۔ علاقائی، لسانی اور نسلی بنیادوں پر نہ تو امت متحد ہو سکتی ہے اور نہ ہی پاکستانی قوم۔ صرف ایک چیز ہے جو ہمیں متحد کر سکتی ہے اور وہ ہے اسلام۔ اسلام کو ہر ملک اپنے ہاں زندہ کرے اور اس کو ترجیح اول بنائے تو عالمِ اسلام میں اتحاد و یکجہتی خود بخود پیدا ہو جائے گا۔ اس اتحاد و یکجہتی سے عالم کفر کی ہوا خود بخود اُکھڑ جائے گی۔ ان شاء اللہ!

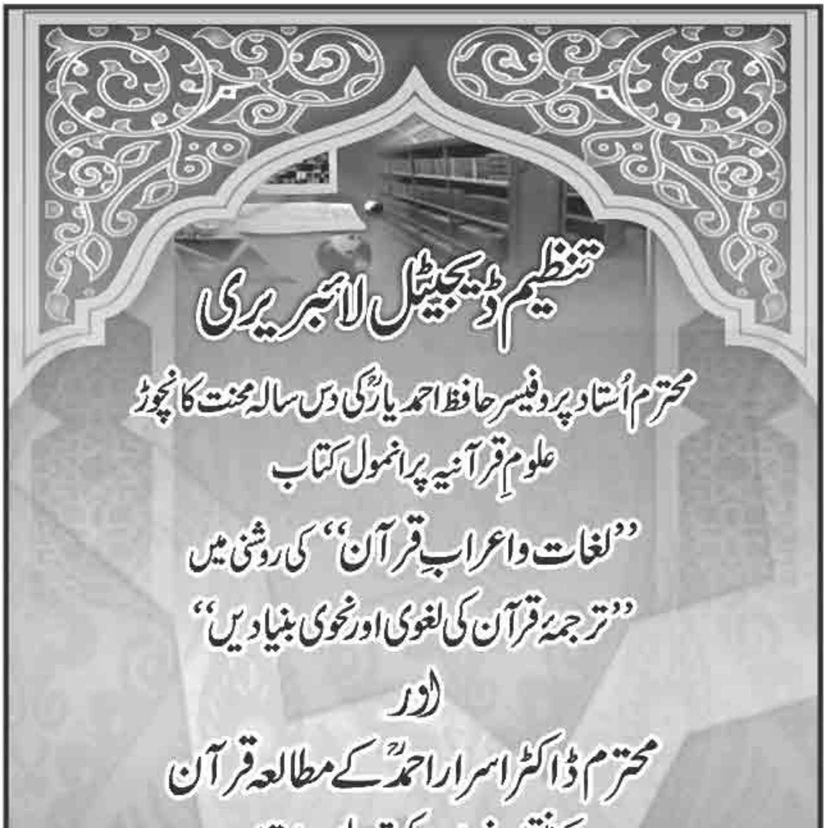

ایک اور انقلاب......

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

انسانی سطح پر جو قتل و غارت گری کا بازار دنیا میں گرم ہے 'مہذب' نام نہاد ترقی یافتہ ترین روشن خیالی کے قمقموں سے جگ مگ کرتا گلوب کتنے سکون سے لاشوں کے ڈھیر غزہ میں لگتے دیکھ رہا ہے۔ وہ اسکول جو کل تک فلسطینی بچوں کے چہچہوں سے بارونق تھے اب وہ دربدر رُلتے مہاجر خاندانوں کی آماجگاہ بن گئے۔ اس پر بھی قرار نہیں۔ لمحے بھر میں امریکی بموں سے 100 مظلوم فجر کی نماز میں جلتے جسموں کے ساتھ ادھیڑ کر رکھ دیے گئے۔ مجبوراً امریکا کو مگرمچھ کے چند آنسو اور منافقانہ بیان گھڑنے پڑے۔ ساتھ ہی اسرائیل کو مزید 3.4 ارب ڈالر کا اسلحہ فراہم کر دیا۔ قرآن کے شہید اوراق، شہدا کے خون سے مزین، اُمت کے خلاف خوفناک گواہی تیار ہے۔ اپنے اپنے دامن سے یہ دھبے دھونے کی فکر لازم ہے۔ یہاں جنگی جرائم کا ایک نیا ریکارڈ بنا ہے۔ 100 شہادتوں میں اجساد کی پہچان کیوں کر ہو، سو سفاک بے رحم دنیا بے حس مردہ اُمت توجہ سے دیکھ سُن سکے یہ فارمولا...... اجساد کو وزن کر کے ایک فرد قرار دیا جا رہا ہے۔ اندازاً 70 کلوگرام لوتھڑے ایک کفن میں اکٹھے کر دو۔ مہذب عالی شان مغرب، جس کی اعلیٰ تعلیم، دیانت و امانت، صفائی ستھرائی کے قصیدے ہم سے مولویوں کو طعنے دے دے کر سنائے جاتے رہے۔ آج سارے نقاب اُتر گئے۔ دجالی، ڈریکولا، ویمپائر، چنگیز، ہلاکو بھی القاب تھوڑے پڑ گئے۔ غزہ میں شہادتوں کی کل تعداد غلط بتائی جا رہی ہے۔ Lancet برطانوی میڈیکل جریدے کے مطابق یہ 1 لاکھ 86 ہزار سے زائد ہیں۔ (تعداد ہزاروں نہیں لاکھوں میں ہے!)

ایک نو عمر آنسوؤں سے تر بتر بچی پوچھتی ہے: ''اے دنیا ہم تھک ہار گئے۔ بہت ہو چکا۔ اے عربو! اے مسلمانو! اے دنیا! تم کس مٹی سے بنے ہو؟ تمہاری رگوں میں کون سا خون دوڑتا ہے؟ (چرندوں، درندوں کا!) کیا ہماری تکالیف تمہیں سکھی کرتی ہیں؟ بچے ملبے تلے دبے ہیں۔ ان کے ہاتھ ٹانگیں ٹوٹ گئی ہیں۔ سر کچلے گئے ہیں!'' فوراً ہی اسرائیل خان یونس خالی کرنے کا حکم دیتا ہے۔ اسماعیل ہنیہ کی شہادت کا گھاؤ تھا۔ اگرچہ باذن اللہ یحییٰ سنوار کی آمد فوری یہ جگہ پورے دبدبے اور ولولے سے پُر کر دیتی ہے۔ حماس کا پیغام مضبوط تھا: ''اسماعیل'' چلا گیا ''یحییٰ'' آ گیا۔ ہم تمہارا پیچھا اپنے انبیاء کے ناموں اور استعارات سے کرتے ہیں۔ یحییٰؑ کا سر تم نے کاٹا تھا۔ اب یحییٰ تمہارے سر کاٹے گا۔ (یحییٰ سنوار جیب سے پستول نکالتا دکھایا ہے!) ان شاء اللہ! باذن اللہ!

یہ راتیں بے قرار تھیں۔ تڑپ کر اللہ سے مانگا۔ اللہ کوئی خوشی کی خبر سنا دے۔ قبولیت کا لمحہ تھا۔ اگلی صبح بنگلا دیش کی نجات کا دن تھا، مشرقی پاکستان کی علیحدگی میں مجیب الرحمٰن (اور حسینہ واجد) کی عوامی لیگ اور بھارت کا گھناؤنا کردار ہمارے ہاں تاریخ میں لپیٹ دیا گیا۔ (پردہ نشینوں کے ناموں کے خوف سے) خون کی ندیاں جو بہیں، قطب الدین عزیز کی کتاب ''خون اور آنسوؤں کا دریا'' (مترجم سلیم منصور خالد: 1974ء) عوامی لیگ کی خون آشامی پر گواہ ہے۔ بھارت جو پاکستان بننے پر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا تھا، 47ء کا بدلہ اس نے 1971ء میں بنگلا دیش میں چکایا۔ عوامی لیگ سیکولر، قوم پرست، اسلام بیزار جماعت تھی۔ پاکستان سے محبت کی بھرپور سزا بالخصوص جماعت اسلامی بنگلا دیش نے آخر دم تک بھگتی۔ حسینہ واجد کے دور میں جماعت اسلامی کے اہم ترین لیڈروں کو 1971ء میں پاکستان کا ساتھ دینے کے جرم میں پے در پے پھانسی کی سزائیں دی۔ عدلیہ نے (مصر میں اخوان کی طرح) اسلامی بینک کے ڈائریکٹر اور کامیاب تاجر میر قاسم علی مرکزی رہنما کو پھانسی کی سزا دی۔ مطیع الرحمٰن نظامی کی سزا پر ترکی نے احتجاجاً اپنا سفیر واپس بلا لیا مگر پروفیسر غلام اعظم (جیل میں انتقال) تک چھ رہنماؤں کو حسینہ قتل کر کے رہی اور پھر حسینہ واجد کی دراز رسی یوں اچانک کھینچ دی رب تعالیٰ نے۔ اسے 45 منٹ کے نوٹس پر فوری ملک سے نکل بھاگنا پڑا۔ یکم جولائی کو طلبہ کی طرف سے شروع ہونے والی کوٹہ تحریک نے پانچ اگست کو حسینہ واجد کو استعفے پر مجبور کر دیا۔ ملک بھر میں مظاہروں پر فوج کو استعفا تھما کر اپنے میکے بذریعہ ہیلی کاپٹر بھارت سرحد پار کر کے اگرتلہ لوٹا دی گئی، جہاں سے دہلی پہنچائی گئی۔ جان بچی سو لاکھوں پائے۔

شیخ مجیب الرحمٰن کا اقتدار مکتی باہنی کی خون آشامی اور مکمل آمریت کے ساتھ فطری انجام کو 5 اگست کی بغاوت میں یوں پہنچا کہ بابائے بنگلا دیش کو فوجی افسروں نے گھر پر حملہ کر کے سبھی کو قتل کر دیا۔ حسینہ واجد باہر تھی سو بچ رہی۔ تاہم دسمبر 2008ء سے عوامی لیگ فوج کے زیرِ سایہ حسینہ واجد کی سربراہی میں مکمل بھارتی آشیرباد اور پاکستان کے خلاف نفرت لیے الیکشن جیت گئی۔ آنے والا دور جمہوریت کے نام پر بدترین فاشزم لے کر آیا۔ عوامی لیگ کا طلبہ ونگ تعلیمی اداروں میں سرکاری سیاسی غنڈہ فورس تھی، جس کے سوا کوئی دوسری تنظیم پنپ نہ سکتی تھی۔ حسینہ واجد نے بھارت سے پانی کا معاہدہ کیا، ایک طالب علم نے اس پر تنقیدی نوٹ سوشل میڈیا پر لکھ دیا، لیگی طلبہ نے اُسے مار ڈالا۔ جبری گمشدگی، اغوا کاری (جسے امریکا نے مسلم ممالک میں رائج کیا) اور سیاسی قیدیوں سے جیلیں بھر دیں۔ جماعت اسلامی کے رہنماؤں کو پھانسیاں دیں۔ بھارتی مداخلت کے دروازے کھولے۔ 2009ء میں بنگلا دیش رائفلز کے جوانوں کی بغاوت پر براہِ راست بھارتی کمانڈوز نے حسینہ کی درخواست پر آ کر ناراض بنگالی فوجی بھون ڈالے۔

سو پاکستان توڑنے کی جو کہانی بھارت سے شروع ہوئی وہ ہمراہ چلی۔ (مری تعمیر میں مضمر ہے ایک صورت خرابی کی۔) عوام بھارت سے متنفر ہیں۔ اس سے نسبت رکھنے والوں کو گوارا نہیں کرتے۔ اگرچہ اب کوٹہ تحریک کی کامیابی پر بھارت کو شدید تکلیف لاحق ہے، اس کے مفادات داؤ پر لگ گئے ہیں، سو وہ منفی پراپیگنڈے اور ہندوؤں سے بدسلوکی کی جھوٹی کہانیاں پھیلا رہا ہے، لیکن طلبہ تحریک نے جہاں ہر سطح پر مدبرانہ منصفانہ اور منظم طریقے سے حالات کو سنبھالا ہے، وہاں اقلیتوں کے تحفظ، اُن کی عبادت گاہوں پر بھی خود پہرا دیا ہے۔ اپنی نوعیت میں یکتا انقلاب جس میں 15 سالہ بدعنوانی، لاقانونیت، فسطائیت، آمریت بدنظمی کے گھنے جنگلوں کا برق رفتار مظاہروں اور برمحل مطالبات میں استقامت نے صفایا کر

دیا۔ایک دہشت و وحشت کی مرقع جمہوریت کو جس طرح طلبہ تحریک نے اکھاڑ پھینکا، وہ تیسری دنیا کے حکمرانوں پر لرزہ طاری کرنے کو کافی ہے۔حسینہ واجد کی جگہ فوری طور پر نسبتاً سبھی کے لیے قابلِ قبول نامور معیشت دان 84 سالہ پروفیسر محمد یونس کو دعوت دے کر عبوری حکومت کا سربراہ بنالیا گیا۔تمام شعبہ جات حکمرانی بشمول عدلیہ کی تیزی سے صورت گری کرتے ہوئے، حالات کو فوری مضبوط ہاتھ سے نوجوانوں نے سنبھالا دیا۔طلبہ قیادت جو کئی ہفتوں پر محیط تحریک میں ملک کا پورا منظر نامہ بدلنے میں کامیاب ہوئی، اس کے دو افراد بھی حکومت کا حصہ ہیں۔ڈاکٹر یونس طلبہ تحریک کے ساتھ مل کر بنگلا دیش کی نشاۃ ثانیہ میں باہمی قومی اتحاد و اتفاق اور شفافیت سے نظام کی مکمل درستگی کے لیے پرعزم ہیں۔

طلبہ کی بے پناہ جانی قربانیاں خراج تحسین وصول کررہی ہیں۔یہ انقلاب جس طرح عوامی لیگ کے (اسرائیل کی مانند) آئرن ڈوم سے ٹکرایا ہے، حسینہ ڈکٹیٹر شپ کو طوفان البنگلہ نے پاش پاش کیا ہے، وہ تفصیل طلب ہے۔پولیس نے طلبہ پر اندھا دھند گولیاں برسائیں مگر بالآخر حسینہ حکومت اس طوفان کے آگے ٹھہر نہ سکی۔طلبہ نے جس طرح فوری ہر سطح پر ذمہ داریاں سنبھالیں، ٹریفک کنٹرول سے لے کر شہروں کی صفائی تک، اہم مناصب (عدلیہ، داخلہ، خارجہ) پر بہتر افراد کی تعیناتی، وہ ان کی صلاحیت، فہم و فراست، انتظامی اُمور میں مہارت کی دلیل ہے۔حسینہ کے جانے پر پٹاخے بجانے، ڈھول پیٹنے کے مناظر نہ تھے، ہلڑ بازی جیسے واقعات کو سخت ہاتھ سے روکا گیا۔مقصدیت، سنجیدگی، دُور اندیشی اور حکمت و دانائی سے اپنے پڑھے لکھے ہونے کا ثبوت دیا۔عصبیت کا گزر نہیں۔ ابھی تو سالہا سال کی پچھلی لوٹ مار کرپشن کھلے گی۔ اللہ تعالیٰ درست رہنمائی فرمائے۔اُخوت کا حق ادا کرتے غزہ مظالم پر بھی حکومت نے فوری بیان جاری کیا' اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے۔استعماری طاقتوں نے بالخصوص مسلم دنیا کو حسینہ واجد جیسی حکومتوں کے ہاتھوں خوار و زار کیا۔لیبیا، تیونس، یمن اور مصر سے عرب بہار انقلاب میں ہر آمر، عوام کے (فی کس) 80 تا 60 ارب ڈالر لوٹ کر فرار ہوا یا مارا گیا۔اشرف غنی ڈالروں سے بھرا ہیلی کاپٹر لے اُڑا۔طلبہ تحریک نے نئے انقلاب کی طرح ڈالی ہے، جو کسی بیرونی سازش، آقاؤں کی مرہون منت نہیں۔اللہ اسے کامیاب و کامران کرے اور مسلم تشخص بھی بحال کرے جو عدل و انصاف اور امن و سلامتی کی ضمانت ہے۔

جاری کردہ ڈاکٹر اسرار احمدؒ

جدید تعلیم یافتہ حضرات و خواتین کے لیے دینی علوم کے حصول کا نادر موقع

رجوع الی القرآن کورس

(دورانیہ ۹ ماہ)

عرصہ 42 سال سے باقاعدگی سے جاری تعلیم

مضامینِ تدریس

پارٹ ۱ (سالِ اوّل) برائے مرد و خواتین

- تجوید و ناظرہ
- عربی گرامر (صرف و نحو)
- ترجمہ قرآن (مع تفسیری و لغوی توضیحات)
- دورہ ترجمہ قرآن
- قرآن حکیم کی فکری و عملی رہنمائی
- سیرت و شمائل النبی ﷺ
- مطالعہ حدیث و اصطلاحاتِ حدیث
- فکرِ اقبال
- فقہ العبادات
- معاشیاتِ اسلام
- اضافی محاضرات

پارٹ ۲ (سال دوم) برائے مرد حضرات

- عربی زبان و ادب
- اصول تفسیر
- تفسیر القرآن
- اصول حدیث
- درسِ حدیث
- اصول الفقہ
- فقہ المعاملات
- عقیدہ (طحاویہ)
- اضافی محاضرات

☆ رجسٹریشن یکم رمضان سے شروع ہے۔ ☆ انٹرویو 02 ستمبر
آغاز کلاسز 03 ستمبر 2024ء (ان شاء اللہ)

ایام تدریس: پیر تا جمعہ

اوقات تدریس: صبح 8:15 بجے تا 12:50

نوٹ: بیرونِ لاہور رہائشی صرف مرد حضرات کے لئے ہاسٹل کی محدود سہولت موجود ہے۔ہاسٹل میں پہلے آیئے پہلے پایئے کے اصول پر رہائش دی جاتی ہے لہذا خواہشمند حضرات پہلے سے رجسٹریشن کروالیں۔

ڈاکٹر اسرار احمدؒ کی خدمات قرآنی کا مرکز —— قرآن اکیڈمی K-36 ماڈل ٹاؤن لاہور
email:irts@tanzeem.org
www.tanzeem.org

زیر اہتمام: مرکزی انجمن خدام القرآن (رجسٹرڈ) لاہور —— مزید تفصیلات کے لئے www.tanzeem.org
03161466611 - 04235869501-3

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ — دعائے مغفرت

☆ حلقہ گوجرانوالہ، منفرد اسرہ کامونکی کے رفیق محترم محمد اعظم کے والد وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0301-1041000

☆ حلقہ بہاول نگر کی مقامی تنظیم کے رفیق جناب چودھری بشیر احمد کی خوش دامن وفات پا گئیں۔
برائے تعزیت: 0300-7922456

☆ حلقہ بہاول نگر کے نقیب اسرہ جناب عدنان شاہد کے بڑے بھائی وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0300-5372616

☆ حلقہ سرگودھا، شرقی تنظیم کے مبتدی رفیق ڈاکٹر محمد شریف کے سسر وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0304-6593851

☆ حلقہ سرگودھا شرقی کے ملتزم رفیق طاہر محمود کے ماموں وفات پا گئے۔
برائے تعزیت: 0302-8442305

اللہ تعالیٰ مرحومین کی مغفرت فرمائے اور پس ماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔

قارئین سے بھی ان کے لیے دُعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

doctors have agreed to provide free treatment. With the Rafah Crossing to Egypt closed by Israel in May, it is becoming an impossible task.

Repeated calls by the United Nations to reopen the Rafah Crossing have gone unheeded. On July 26, the UN Humanitarian Coordinator in Palestine, Muhannad Hadi once again called for reopening the crossing to evacuate patients from Gaza. He was speaking at a briefing session held by the Security Council at the request of Algeria, China and Russia to discuss the humanitarian situation in Gaza. He said that tens of thousands of patients in Gaza needed "immediate medical evacuation" and urged not to impose any restrictions on humanitarian aid entering Gaza. In addition to Israel killing thousands of children, around 34,000 have been injured. Another 21,000 are missing and 17,000 have been orphaned. The number of children who have lost either limbs, eyes or suffered permanent disabilities due to Israeli attacks stands at more than 1,500. Most of the children had their limbs amputated without anesthesia. Gaza's children are being killed and maimed in unprecedented numbers in the most horrific ways possible, says Alexandra Saieh of Save the Children International. In June, the UN added Israeli army to the child harm list.

Philippe Lazzarini, head of the UN Relief and Works Agency for Palestine Refugees (UNRWA), described the Israeli offensive as "a war on children ... a war on their childhood and their future." These sentiments were echoed by UN chief Antonio Guterres, who said in his address to the General Assembly in May: "If there is a hell on earth, it is the lives of children in Gaza." According to the Palestinian Central Bureau of Statistics, as of April 2024, there were 1,067,986 children in the Gaza Strip. This accounted for approximately 47 per cent of its total population. In its onslaught on Gaza, the number of children Israel had killed in Gaza in the first four months was higher than the total number of children killed worldwide in four years, according to Lazzarini.

Israel's policy is clear: wipe out not only the current generation but also the next generation of Palestinians. In pursuit of this demonic policy, the zionists have resorted to crude dehumanizing rhetoric against Palestinians as well as quoted distorted passages from the Bible. The zionist war criminals be warned: Hamas has compiled a list of more than 2,000 Israeli soldiers who have been involved in horrific crimes. They are on its revenge list for killing children in Gaza.

Courtesy: ***https://crescent.icit-digital.org/articles/zionist-baby-killers***

گوشۂ انسدادِ سود

سود کی حرمت کے حوالے سے اعتراضات اور اُن کے جوابات

(گزشتہ سے پیوستہ)

(4) پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ نے بھی ''وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا''
کے تحت صرفی اور تجارتی قرضوں کے ضمن میں فکر انگیز باتیں کی ہیں:

''یہاں ایک اور بات تحقیق طلب ہے کہ کیا اُس وقت کے لوگ نجی ضروریات کے لیے ہی قرض لیا کرتے تھے یا کاروبار کرنے کے لیے بھی سودی قرض کا اس وقت عام رواج تھا؟ بعض لوگ جنہیں عرب کے حالات اور رسم و رواج کے تفصیلی مطالعہ کی فرصت نہیں ملی' کہتے ہیں کہ اُس وقت صرف ذاتی ضروریات کے لیے ہی قرض لیا جاتا تھا اور کاروبار کے لیے قرض لینے کا اس قدیم غیر متمدن معاشرہ میں کوئی تصور نہیں تھا' لیکن اگر وہ دنیا کا نقشہ ملاحظہ فرمائیں تو انہیں معلوم ہو جائے گا کہ اُس وقت جبکہ نہر سویز نہیں کھدی تھی' جبکہ بڑے بڑے بحری جہاز معرضِ وجود میں نہیں آئے تھے' مشرق و مغرب کی تجارت خشکی کے راستے سے ہوتی تھی اُس وقت تجارتی کاروانوں کی راہ گزر جزیرہ عرب تھا۔ عرب کے لوگ عموماً اور اہل مکہ خصوصاً تجارت میں خوب حصہ لیتے تھے اور اس امر کا تذکرہ تو خود قرآن حکیم میں ہے کہ اہل مکہ کے تجارتی قافلے سردیوں میں یمن و فارس کی طرف اور گرمیوں میں شام و روم کی طرف باقاعدگی سے جاتے تھے اور یہی ان کا ذریعہ معاش تھا۔ اور تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جو قافلہ شام سے ابوسفیان کی قیادت میں مکہ واپس آ رہا تھا جس کا مسلمانوں نے مدینہ طیبہ سے نکل کر محاصرہ کرنے کا ارادہ کیا تھا اس میں تمام اہل مکہ کا سرمایہ تھا۔ مکہ میں کوئی گھر ایسا نہ تھا جس نے اس میں اپنا حصہ نہ ڈالا ہو اور حصہ ڈالنے کی دو مختلف شکلیں رائج تھیں۔ یا تو سرمایہ دینے والا نفع میں شریک ہوتا تھا یا وہ اپنا مقررہ حصہ ٹھہرا لیا کرتا خواہ قرض لینے والے کو نفع ہو یا نقصان۔ ان تاریخی حقائق کی موجودگی میں یہ فرض کر لینا کب روا ہے کہ اس وقت کے اہل عرب کاروبار کے لیے سودی قرض نہیں لیا کرتے تھے۔ قرآن نے ہر ربا کو حرام کیا۔ کہیں آپ کاروباری سود لینے کی اجازت نہیں دکھا سکتے۔'' (ضیاء القرآن: ج1' ص193) (جاری ہے)

بحوالہ: ''انسدادِ سود کا مقدمہ اور وفاقی شرعی عدالت کے 14 سوال'' از حافظ عاطف وحید

آہ! فیڈرل شریعت کورٹ کے سود کے خلاف فیصلہ کو 846 دن گزر چکے!

Zionist Baby Killers

By: Yusuf Dhia-Allah

During his address to US Congress on July 24, Israeli prime minister Benjamin Netanyahu repeatedly received a standing ovation—one virtually every 30 seconds—for telling blatant lies. These included lying about allowing food deliveries into Gaza as well as claiming that Israel has taken "more precautions to prevent civilian harm than any military in history." The death toll in Gaza since October 7, 2023 has surpassed 39,200, among them at least 18,000 children. Another 21,000 children are missing, presumed dead. If this is the kill rate when Israel has taken 'precautions', one wonders what the casualty figures would be if it didn't. Three days after Netanyahu rattled off a litany of lies, Israeli planes fired three missiles at the Khadija Girls School in Deir al-Balah in Central Gaza. The missile strike killed 31 people, mostly children; more than 100 were injured. The school also has a hospital where some 4,000 displaced Palestinians were sheltering. It could be argued that Netanyahu did not know about the missile strike at Khadija Girls' School when he addressed the fawning members of US Congress. Fair enough. He could not, however, be oblivious of the letter the Israeli military's top legal officer Yifat Tomer-Yerushalmi sent on February 21, 2024. In it, she wrote that the conduct of some Israeli soldiers in the Gaza Strip has "crossed the criminal threshold". She cited examples of criminal conduct that included "inappropriate statements that encourage unacceptable actions and operationally unjustifiable use of force, including against detainees." So much of Netanyahu's "most moral" army.

Dr Mark Perlmutter, a Jewish-American doctor who visited Gaza last month gave gripping testimony in an interview with CBS television. He said, "I've seen more incinerated children than I've ever seen in my entire life combined. I've seen more shredded children in just the first week." His interview on CBS provided a shocking account of the suffering endured by Gaza's children due to Israeli aggression. Not surprisingly, the interview went viral. An orthopaedic surgeon, Dr Perlmutter recounted seeing children with severe injuries, including sniper wounds and described the dire medical and humanitarian crisis gripping Gaza. Almost every hospital and medical facility in Gaza has been destroyed. Children face extreme trauma without adequate care. He also provided a chilling account of children being targeted by snipers. "I have seen children that were shot twice," he said. When asked if children in Gaza were being shot by snipers, he responded: "Definitively. I have two children that I have photographs of that were shot so perfectly in the chest I couldn't put my stethoscope over their heart more accurately and directly on the side of the head in the same child. No toddler gets shot twice by mistake by the world's best sniper and they're dead centre shots."

A Palestinian lawyer residing in Canada told Crescent International that he has lost 13 members of his family in Gaza. Two of his nephews who survived Israeli bombings, have lost their eyesight completely. A third nephew lost both his legs while a fourth has severe injuries to his eyes. He needs urgent surgery to save at least one of them. Such medical treatment is simply not available in Gaza. His elderly mother is a heart patient whose condition has been exacerbated by Israel's constant demands for people to move from one locality t another before Israel starts bombing it. The Palestinian lawyer's family has had to move eight times. No safety is assured even in the Israeli designated "safe zones". He must get his mother and nephew to Cairo where some Egyptian

Vol: 33 Regd. No. C.P.L NO.114 No.32

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore